ابوعمر کاشف سلفی

چار دن قربانی کی مشروعیت پر تحقیقی نظر

کفایت اللہ سنابلی صاحب نے کچھ عرصہ قبل ''چار دن قربانی کی مشروعیت'' نامی کتاب لکھی ہے، جس میں خلط مبحث اور اصول حدیث کو مذاق بنا کر روایات کو ''صحیح'' بنانے کی ناکام کوشش کی ہے، اگر کسی مسئلہ میں اصولی اختلاف ہو تو وہ اصول کے دائرہ کار میں ہی اچھا لگتا ہے اور یہی انصاف کا تقاضا بھی ہے، چار دن قربانی والی روایت پر علامہ البانی رحمہ اللہ اور دیگر محققین نے بھی تحقیق کی ہے اور تقریباً تمام علماء کرام نے اس کی جمیع اسناد کو ضعیف تسلیم کیا ہے، اور پھر ان میں سے بعض نے اس کو ''حسن لغیرہ'' قرار دیا ہے جو اُن کے اصولوں پر درست ہے۔ اب اگر کسی مسئلہ میں اختلاف تھا تو حسن لغیرہ کی حجیت پر تھا نا کہ ان روایات کے صحیح ہونے پر، لیکن جو کسی اہل علم کو کوئی متصل مرفوع روایت نظر نہ آئی لیکن یہ کام بھی کفایت اللہ صاحب کے ہی کھاتے میں آیا کہ انہوں نے اپنا بغض اور جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کتاب میں دیکھا دیا، اس کا قارئین کو طرفین کے دلائل پڑھ کر بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ

کفایت اللہ صاحب کی کتاب کا مقدمہ کسی مذاق سے کم نہیں لکھتے ہیں ''ہمارا یہ اصول ہے کہ ہم اپنی کوئی بھی تحریر اشاعت سے قبل کسی بھی عالم کے سامنے نظر ثانی کے لئے ہرگز نہیں پیش کرتے اور نہ ہی ہم اسے کسی بھی صورت میں درست سمجھتے ہیں'' (چار دن قربانی کی مشروعیت ص۴)

گویا کہ محترم کی اپنی بات ان کے نزدیک حرف آخر ہے، اور غلطیوں سے بالاتر کہ ان کو نظر ثانی کی ضرورت ہی نہیں۔ بلکہ اسلاف وغیرہ کا اپنی کتب لکھ کر اپنے استاذوں پر پیش کرنا لایعنی تھا؟ بہرحال ہم سب کچھ لکھ کر عوام وخواص کے سامنے پیش کر رہے ہیں تاکہ سب پڑھ کر خود ہی فیصلہ کر لیں۔

چونکہ مسئلہ مختلف فیہ ہے جیسا کہ کفایت اللہ صاحب کو بھی تسلیم ہے" قربانی کل کتنے دن کی جاسکتی ہے؟ اس بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے" (چاردن قربانی کی مشروعیت ص۴)۔
اس لئے اصل بحث کا انحصار احادیث کے باب سے تعلق رکھتا ہے اس لئے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ پہلے احادیث سے جو استدلال کیا گیا ہے اس پر تبصرہ کر لیں پھر آگے دیگر دلائل پر بھی تبصرہ کریں گے۔ ان شاء اللہ

ایام قربانی کے بارے میں اختلاف زمانہ قدیم سے چلا آرہا ہے، چنانچہ اس بارے میں مختلف اقوال ہیں جو کسی بھی کتب فقہ میں تفصیلی دیکھے جاسکتے ہیں۔ ہمارے نزدیک تین دن قربانی ہی راجح ہے کیونکہ جمہور صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے تین دن ہی ثابت ہیں، اور نبی ﷺ سے اس بابت ایک صحیح حدیث میں اشارہ بھی ملتا ہے۔ جب کہ صراحتاً اس بارے میں نبی ﷺ سے کچھ ثابت نہیں جیسے کہ حافظ ابن حزم کی تحقیق بھی یہی ہے۔

چنانچہ حافظ ابن حزم فرماتے ہیں" **فلم یخص تعالی وقتا من وقت ولا رسوله علیه السلام** " اللہ تعالی نے قربانی کا وقت مخصوص نہیں کیا، اور نہ ہی اس کے رسول علیہ سلام نے۔ (المحلی ۳۷۸/۷)

بہر حال ابن حزم کے نزدیک قربانی کے تین دن کے متعلق آثار صحابہ میں سے صرف حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے یہ مسئلہ ثابت ہے، لیکن چونکہ آپ ظاہری تھے اس لئے آپ محرم الحرام کا چاند طلوع ہونے سے پہلے پہلے تک قربانی کے جواز کے قائل تھے۔
ہم نے جب یہ تحریر لکھنا شروع کی تھی اس وقت استاذ محترم محدث العصر شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ علیل تھے اور ہسپتال میں زیر علاج تھے، سوچا تھا اپنی باقی تحریرات کی طرح یہ بھی شیخ کی خدمت میں پیش کروں گا، لیکن شیخ رحمہ اللہ اس سے پہلے ہی اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ ہم دعاء کرتے ہیں اللہ تعالی شیخ رحمہ اللہ کے درجات بلند کرے اور ان کو جنت میں اعلیٰ مقام عطاء کرے آمین۔ اور جتنا شیخ رحمہ اللہ سے استفادہ کیا ہے اس تحریر کو اور دیگر تحریرات کو شیخ رحمہ اللہ اور ناچیز کے لئے ایصال ثواب کا ذریعہ بنائے آمین۔

کتاب کی فصل دوم کا جائزہ:

فصل دوم میں سب سے پہلی حدیث ''رجل من اصحاب النبی ﷺ'' پیش کی گئی ہے (چار دن کی قربانی کی مشروعیت ص۹)، جو موصوف کی سب سے پختہ دلیل ہے۔
یہ حدیث کچھ یوں نقل کی گئی ہے:

''اخبرنا علی بن احمد بن عبدان، انبا احمد بن عبید، ثنا الحارث بن ابی اسامة، ثنا روح بن عبادة، عن ابن جریج، اخبرنی عمرو بن دینار، ان نافع بن جبیر بن معطم رضی الله عنه اخبره، عن رجل من اصحاب النبی ﷺ قد سماه نافع فنسیته، ان النبی ﷺ قال لرجل من غفار ''قم فاذن انه لا یدخل الجنة الا مومن، وانها ایام اکل وشرب ایام منی''. زاد سلیمان بن موسی : وذبح، یقول: ایام ذبح، ابن جریج یقوله.

ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غفاری صحابی سے کہا کہ: تم کھڑے ہو اور اعلان کردو کہ جنت میں صرف مومن ہی جائینگے اور ایام منی (ایام تشریق) یہ کھانے پینے کے دن ہیں، ابن جریج کہتے ہیں کہ ان کے استاذ سلیمان بن موسی نے اسی حدیث کو بیان کرتے ہوئے ذبح کے لفظ کا اضافہ کیا ہے، یعنی وہ یہ بھی روایت کرتے تھے کہ یہ ذبح کے دن ہیں (السنن الکبری للبیھقی. ۹/ ۳۶۸ رقم: ۱۹۲۷۰ ت مرکز ھجر) (چار دن قربانی کی مشروعیت ص۱۰۔۹)

الغرض یہ سب سے پہلی اور بنیادی دلیل ہے، جو محترم نے سب سے پہلے اس فصل میں پیش کی ہے، اور ان کا استدلال حدیث میں اضافہ ''ذبح'' کے الفاظ سے ہے۔ جس سند سے یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں اس سند میں کئی علتیں ہیں جو اس سند کو باطل کردیتی ہیں، بلحاظ سند تو یہ مرسل ہے، مگر اس کا مرسل ہونا بھی درست نہیں جس کی تفصیل ذیل میں ہے۔

ابن جریج کا عنعنہ:

سب سے پہلی علت جو اس مذکورہ اضافہ والی سند کو باطل کردیتی ہے وہ ہے، ابن جریج کا

عنعنہ، کفایت اللہ صاحب کو بھی تسلیم ہے کہ ابن جریج مدلس ہیں چنانچہ لکھتے ہیں:
''آپ زبردست ثقہ ہونے کے باوجود بھی مدلس ہیں'' (چاردن قربانی کی مشروعیت ص۱۱)۔
قارئین سے التماس ہے کہ ذرا اضافہ والے الفاظ پر غور کریں،
'' **زاد سليمان بن موسى : وذبح، يقول: ايام ذبح، ابن جريج يقوله.**''
یہاں ابن جریج نے کس صیغہ سے سلیمان بن موسی سے روایت بیان کی ہے؟
يقول: ايام ذبح میں یقول کا قائل کون ہے؟ امام بیہقی فرماتے ہیں'' **ابن جريج يقوله**'' ، ابن جریج نے یہ کہا، یعنی'' **يقول: ايام ذبح**'' کہا جس میں ''**يقول**''، فعل مضارع ہے جس کا فعل ماضی ''**قال**'' ہے، جس کا قائل ابن جریج ہے۔ مختصراً ابن جریج نے یہاں سماع کی تصریح نہیں کی لہذا اس کے عدم سماع کی وجہ سے یہ سند سلیمان بن موسی تک بھی ثابت نہیں، اور یہ مرسل بھی نہیں بلکہ معضل ہے۔

کفایت اللہ کی بدیانتی یا جہالت:

لیکن جہالت کمال کا مظاہرہ کرتے ہوئے کفایت اللہ صاحب لکھتے ہیں:
''لیکن یہاں پر آپ نے بالجزم زیادتی والی بات کی نسبت براہ راست اپنے استاد سلیمان بن موسی کی طرف کی ہے لہذا یہاں تدلیس کے اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے'' (چاردن قربانی کی مشروعیت ص۱۱)۔
کفایت اللہ سنابلی کی ایسی جہالت پر عقل کا ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے، ان کو یہی نہیں پتہ کہ ''بالجزم'' کہتے کسے ہیں؟۔
علامہ احمد شاکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''**صيغة الجزم((قال، وروى، وجاء، وعن))**'' (الباعث الحثيث ص ٤٠، طبعة دار الكتب العلمية)
صیغہ الجزم'' قال، روی، جاء اور عن'' ہیں، اس کے باوجود بھی جب مدلس ''عن'' یا'' قال'' سے روایت کرتا ہے تو اسی بالجزم کے صیغہ کے باوجود محدثین اس کی روایت کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔

کفایت اللہ کے اصول پر تو تمام منقطع، معضل، مدلسین کی معنعن روایات ''صحیح'' ہو جائنگی کیونکہ اگر کوئی تابعی مرسل روایت بھی "قال رسول اللہ ﷺ" کہہ کر روایت کرتا ہے، تو یہ بھی صیغہ بالجزم سے ہی بیان کرتا ہے۔
چانچہ ایک جگہ علامہ مناوی لکھتے ہیں:
"انه یلزم منه صحة الحدیث المرسل عند من ارسله، فان ابن المسیب لا یستجیز ان یجزم بان النبي(ﷺ) قال کذا الا وقد صح عنه"
اس سے مرسل حدیث کی صحت لازم ہے اس کے نزدیک جو اس کو ارسال کرتا ہے، کیونکہ ابن المسیب تابعی اپنے آپ کو اس بات کی اجازت نہیں دیں گے کہ وہ بالجزم نبی ﷺ کی طرف کوئی ایسی بات منسوب کر دیں الا یہ کہ وہ ان کے نزدیک صحیح ہو۔(الیواقیت والدرر شرح نخبة الفکر ۱/۴۹۵)
لہذا مولوی کفایت اللہ صاحب کو چاہیے کہ تمام مرسل، منقطع، معضل اور مدلسین کی معنعن روایات کو سینے سے لگالیں۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کفایت اللہ صاحب ''بالجزم'' کے معنی و مفہوم سے بھی قاصر ہیں یا پھر جان کر بددیانتی کر رہے ہیں ان کو چاہئے کے توبہ کریں تحقیق کے نام پر قارئین کو گمراہ نہ کریں۔

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کے کلام سے دھوکا:

کفایت اللہ صاحب نے عوام کو مغالطہ دینے کے لئے یہ نقل کر دیا کہ ''اس حدیث کی سند صحیح ہے علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو بالکل صحیح قرار دیا ہے'' (چار دن قربانی کی مشروعیت ص۱۰)
جب کہ کفایت اللہ صاحب کا استدلال اس حدیث کے بعد موجود لفظ ''ذبح'' سے ہے، جو کہ اصل حدیث میں مذکور ہی نہیں۔
خود کفایت اللہ صاحب اعتراف کرتے ہیں ''علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی سند صحیح ہے اس کے سارے رجال ثقہ ہیں **لیکن اس میں ذبح کا لفظ نہیں**'' (چار دن قربانی کی

مشروعیت ص ۱۵)

جب آپ کو خود ہی اعتراف ہے کہ علامہ البانی رحمہ اللہ کے نزدیک تو یہ الفاظ ہی ثابت نہیں تو پھر عوام کو تاثر دینا کہ گویا جس حدیث کے الفاظ سے آپ کا استدلال ہے اسی کو علامہ البانی نے صحیح کہا ہے، عوام کو دھوکا دینا ہے۔ اتنے صفحات کا اضافہ کر کے یہ اعتراف کرنے کی ضرورت بھی اس لئے پیش آئی کے اگر وہیں پر یہ لکھ دیا جاتا کہ جن الفاظ سے ان کا استدلال ہے اس سند کو تو علامہ البانی نے صحیح قرار ہی نہیں دیا بلکہ اس سند کو تو مرسل یعنی ضعیف قرار دیا ہے تو ان کی پول وہیں کھول جاتی۔

علامہ البانی رحمہ اللہ نے دوسری سند کو 'مرسل' یعنی ضعیف قرار دیا ہے:

کفایت اللہ صاحب لکھتے ہیں،

''علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی سند صحیح ہے اس کے سارے رجال ثقہ ہیں **لیکن اس میں ذبح کا لفظ نہیں ہے جو کہ محل شاہد ہے بلکہ اس میں ہے کہ ابن جریج نے اسے سلیمان بن موسی سے روایت کیا ہے یعنی مرسلاً۔ کیونکہ انہوں نے اس کی سند ذکر نہیں کی ہے، تو یہ مرسل گذشتہ موصول طرق کے لئے قوی شاہد ہے''** (سلسلۃ الصحیحۃ ۶۲۱/۵ بحوالہ چار دن قربانی کی مشروعیت ص ۱۵)

ڈوبتے کو تنکے کا سہارا دینے کے لئے مرسل کو متصل:

بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ جس روایت سے کفایت اللہ صاحب نے دلیل پکڑی ہے وہ خود مرسل ہے جیسے کہ علامہ البانی نے بھی اس کی وضاحت کر دی ہے، اگر یہ متصل ہوتی تو نہ السنن الکبری للبیہقي کوئی ایسی نایاب کتاب ہے اور نہ ایام قربانی کا مسئلہ، کئی محققین نے اس مسئلہ پر تحقیق کی ہے، اگر یہ روایت متصل ہوتی تو مسئلہ ہی ختم ہو جاتا (بشرطیکہ ابن جریج نے سماع بھی بیان کیا ہوتا) لیکن اس دلیل سے استدلال کر کے اس کو ''متصل'' قرار دینا کفایت اللہ صاحب کے کھاتے میں آیا اور اس کے لئے کیا کیا کرنا پڑا وہ بھی آئندہ سطور میں قارئین ملاحظہ فرمائیں۔

مسند احمد کی غلط مثال:

کتب حدیث کا تتبع کرنے والوں سے یہ مخفی نہیں کہ محدثین کا سند بیان کرنے کا اسلوب کیا ہے کبھی مصنف "فذکرہ بمثلہ"، "فذکرہ باسنادہ نحوہ" وغیرہ کے الفاظ کے ساتھ صراحت کردی جاتی ہے، یا پھر معلقاً بیان کردیا جاتا ہے اوراس کی سند کبھی کتاب میں ہی دوسری جگہ موجود ہوتی ہے یا کسی دوسری جگہ پر اس کی صراحت بھی کبھی کردی جاتی ہے اور کبھی نہیں۔ کفایت اللہ صاحب تاویلات کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حدثنا سفیان، عن عبدالملک بن عمیر عن ابی الاوبر عن ابی هریرة، کان رسول الله صلی الله علیه وسلم یصلی قائما و قاعدا، و حافیا و منتعلا [مسند احمد ط المیمنیة : ۲/۲۴۸]

اس کے فوراً بعد امام احمد رحمہ اللہ نے کہا:

حدثنا حسین بن محمد، حدثنا سفیان، وزاد فیه : وینفتل عن یمیه وعن یساره[مسند احمد ط المیمنیة : ۲/۲۴۸]"

اس کے بعد کفایت اللہ صاحب فرماتے ہیں:

"اب کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ کے دوسرے طریق میں حسین بن محمد نے مرسل بیان کیا ہے؟" (چاردن قربانی کی مشروعیت ص۱۶)۔

کفایت اللہ کا یہ سوال کرنا ہی غلط ہے کہ کیا کوئی اسے مرسل کہہ سکتا ہے اس کے لئے اگلا عنوان "کفایت اللہ اور مصطلح الحدیث سے جہالت" ملاحظہ فرمائیں۔

البتہ ہماری یہاں گذارش ہے کہ یہ دلیل آپ کے دعویٰ سے مطابقت نہیں رکھتی، سلیمان بن موسی تابعی ہیں، جب کہ یہاں "الحسین بن محمد" ہیں جن کے بارے میں،

ابن حجر فرماتے ہیں "**ثقه من التاسعة**" (تقریب ۱/۲۱۸)

اورنواں طبقہ "**الصغری من اتباع التابعین**" کا ہے، اب ان کی روایت کو سلیمان بن موسی تابعی جو ارسال کرتے ہیں ان کی مثال میں پیش کرنا کفایت اللہ جیسوں کا ہی کام

ہے۔

نیز مسند احمد کی سند میں ''وینفتل عن یمیه وعن یساره'' کا اضافہ حسین بن محمد نے کیا ہے، جو سفیان سے پہلے کے راوی ہیں، اور اس سے آگے کی سند بیان کردی ہے جس نے اضافہ کیا ہے تا کہ یہ واضح ہو جائے کہ سفیان سے پھر وہی پچھلی والی سند ہے۔

''حدثنا سفیان، عن عبدالملک بن عمیر عن ابی الاوبر عن ابی هریرة''

''حدثنا حسین بن محمد، حدثنا سفیان، وزاد فیه : وینفتل عن یمیه وعن یساره''

[مسند احمد ط المیمنیة : ۲/۲۴۸]

اس اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے تو کفایت اللہ کو ''سلیمان بن موسیٰ'' سے آگے کی سند بیان کرنی چاہیے تھی کیونکہ زیر بحث روایت میں ''ذبح'' کا اضافہ اسی نے کر رکھا ہے۔اور اسی کے آگے کی سند نہ ہونے کی وجہ سے ہی علامہ البانی نے بھی فرمادیا ''**یعنی مرسلا لانه لم یذکر اسناده**'' یہ مرسل ہے اس نے سند بیان نہیں کی (الصحیحة ۲۴۷۶).

اس کی مثال ہم دیتے ہیں ''السنن الکبریٰ'' سے ہی تا کہ قارئین کو سمجھنے میں آسانی رہے:

امام بیہقی ایک روایت بیان کرتے ہیں:

پہلی سند:

''واخبرنا ابو علي الروذباری انبا ابو بکر بن داسة ثنا ابو داود ثنا محمد بن سلیمان الانباري ثنا وکیع عن سعید بن عبدالعزیز عن مولی لیزید بن نمران، عن یزید بن نمران''

اب اس اگلی والی سند میں امام ابوداود سے آگے ۲ رواۃ مختلف ہیں اور روایت میں کچھ اضافہ بھی ہے، پھر ان ۲ رواۃ کے بعد سند اگلی وہی ہے، اس کو اس طرح سمجھیں:

۱) **ابو داود ثنا محمد سلیمان الانباري ثنا وکیع عن سعید...**

۲) **ابو داود، ثنا کثیر بن عبید ثنا ابو حیوة عن سعید باسناده وزاد بعض**

الفاظ.

دوسری سند:

اخبرنا ابوعلي، انبا ابو بكر، ثنا ابو داود، ثنا كثير بن عبيد، ثنا ابو حيوة، عن سعيد باسناده و معناه، زاد: فقال "قطع صلاتنا..." (السنن الكبرى للبيهقي ۲/۳۹۰)

قارئین غور کریں، امام ابوداود سے پچھلی اسناد وہی ہے، اوراس کے بعد دو راوی مختلف ہیں جنہوں نے اضافہ کیا ہے یہاں تک حال تو زیر بحث ایام ذبح والی روایت کا بھی ہے یعنی، ابن جریج نے دو رواۃ سے روایت کی ہے:

۱) عمرو بن دینار

۲) سلیمان بن موسی

عمرو بن دینار سے تو سماع کی تصریح کے ساتھ سند بھی آگے تک بیان کردی ہے، جب کہ سلیمان بن موسی سے سماع کی صراحت نہیں کی نہ آگے کی سند بیان کی۔

جب کہ مثال مذکورہ جو ہم نے بیان کی ہے اس میں امام ابوداود سے اگلے دو رواۃ نے ''سعید'' تک سند بھی بیان کردی ہے اوراس سے پچھلی سند بھی سعید سے ہی ہے اور ساتھ ہی ساتھ سعید کے بعد دوسری سند میں یہ بھی فرمادیا "**باسناده**" یعنی سعید کے آگے پھر وہی سند ہے اور ساتھ میں اضافہ بھی ہے۔

اب ہمارا کفایت اللہ صاحب سے سوال ہے کہ ان کی دی ہوئی مثال میں بھی جس راوی نے اضافہ کیا ہے اس آگے کی سند مذکور ہے اور پھر وہی آگے کی سند سے امام احمد نے براہ راست روایت بھی کررکھی ہے، جب کہ آپ کی استدلال کردہ روایت میں ''سلیمان بن موسیٰ'' سے آگے کی سند کہاں ہے؟۔

امام ابن ماجہ نے ایک سند بیان کرتے ہیں:

"حدثنا عبد الرحمن بن ابراهيم، حدچنا الوليد بن مسلم، حدثنا الاوزاعي

باسناده نحوه(سنن ابن ماجۃ ۱/۲۰۷)
ہم اس پر مزید مثالیں بھی دے سکتے ہیں لیکن اسی پر اکتفاء کرتے ہیں تا کہ عام قارئین کو یہ بات سمجھ آ جائے۔

کفایت اللہ اور مصطلح الحدیث سے جہالت:

کفایت اللہ صاحب فرماتے ہیں:
''اب کیا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ امام احمد رحمہ اللہ کے دوسرے طریق میں حسین بن محمد نے مرسل بیان کیا ہے؟'' (چار دن قربانی کی مشروعیت ص۱۶)۔
حالانکہ مرسل کی تعریف ہے، خطیب فرماتے ہیں:

''ما یوصف بالارسال من حیث الاستعمال ما راوه التابعي عن النبي صلى الله عليه وسلم. واما ما رواه تابع التابعي عن النبي صلى الله عليه وسلم فيسمونه المعضل'' (الكفاية فى علم الرواية ۱/۳۸)

جس روایت کو ارسال کے ساتھ موصوف کیا جاتا ہے، بحیثیت استعمال وہ روایت ہے جس کو تابعی نبی ﷺ سے روایت کرے، اور جو تبع التابعی روایت کرے نبی ﷺ سے اسے معضل کہا جاتا ہے۔
کفایت اللہ صاحب سے عرض ہے کہ کیا ''حسین بن محمد'' تابعی ہیں جو آپ مرسل کا سوال کر رہے ہیں؟۔اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ کفایت اللہ سنابلی صاحب مرسل کی تعریف سے بھی ناواقف ہیں۔

سند کے مرسل ہونے کے مزید دلائل:

سلیمان بن موسی ارسال کرتا ہے:

سلیمان بن موسی تابعی ہیں اور ارسال کرتے ہیں(جامع التحصیل ۱/۱۹۰)

حدیث مرسل کی تعریف:

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

’’**والسقط اما ان يكون من مبادى السند من مصنف او من آخره بعد التابعي، او غير ذلك.فالاول : المعلق، والثاني:المرسل**‘‘ (نخبة الفكر ص ۴)

اگر سند مصنف سے ابتداء میں ساقط ہو یا تابعی کے بعد، تو پہلی صورت میں معلق ہے، اور دوسری صورت میں مرسل ہوگی۔

عرض ہے’’ **زاد سليمان بن موسى : وذبح، يقول: ايام ذبح، ابن جريج يقوله.**‘‘ سلیمان بن موسیٰ نے اپنے بعد سند کہاں بیان کی ہے؟ اگر یہ مرسل نہیں تو پتا نہیں کفایت اللہ صاحب کے نزدیک مرسل کی تعریف کیا ہے؟۔

سلیمان بن موسیٰ کی مراسیل اورالسنن الکبری للبیہقي :

امام بیہقي رحمہ اللہ نے ’’سلیمان بن موسیٰ‘‘ کی مراسیل کا اپنی کتاب میں ہی تعاقب کیا ہے۔

ایک جگہ فرماتے ہیں ’’**عن ابن جريج، عن سيلمان بن موسى مرسلا**‘‘

یعنی ابن جریج نے سلیمان بن موسیٰ سے مرسلاً بیان کیا ہے۔(السنن الکبری للبیهقی ۷/۸۱)

زیر بحث روایت بھی ابن جریج نے ہی بیان کی ہے سلیمان بن موسیٰ سے۔

امام بیہقي رحمہ اللہ نے خود چار دن قربانی کی سلیمان بن موسیٰ والی روایات کو مرسل قرار دیا ہے:

چار دن قربانی کی ایک روایت ’’**سليمان بن موسى عن جبير بن مطعم**‘‘ کی سند سے مروی ہے اس کی بابت امام بیہقي رحمہ اللہ فرماتے ہیں ’’**هو مرسل**‘‘ (السنن الکبری للبیهقی ۹/۲۹۷)

مزید ایک جگہ فرمایہ دوسری سند کے بارے میں ”**الاول المرسل**“ (السنن الکبری للبیهقی ۵/۲۹۲)

یعنی امام بیہقی کے نزدیک بھی صرف سلیمان بن موسیٰ سے صحیح طرق میں مرسلاً ہی ثابت ہے،

نہ کہ متصل اور یہ بھی ہمارا اصول نہیں بلکہ کفایت اللہ صاحب کا بھی اصول ہے امام بیہقی کے بارے میں فرماتے ہیں:

''امام بیہقی نے بغیر کسی اور طریق کی پرواہ کئے اسے منقطع قرار دیا گویا کہ امام بیہقی رحمہ اللہ کی نظر میں یہ روایت اصلاً منقطع ہی ہے'' (زبیر علی زئی پر رد میں تیسری تحریر ص۴)

علامہ البانی رحمہ اللہ کی وضاحت:

علامہ البانی رحمہ اللہ نے بھی اس سند کو مرسل ہی قرار دیا ہے ''**یعنی مرسلا لانه لم يذكر اسناده**'' یعنی یہ مرسل ہے سلیمان بن موسی نے آگے سند بیان نہیں کی (الصحیحة ۲۳۷۶).

اس کے باوجود بھی کفایت اللہ صاحب بضد ہیں کہ یہ روایت ''متصل'' ہے۔

کفایت اللہ سنابلی اپنے اصولوں کی زد میں، سند میں زیادتی:

سلیمان بن موسی نے کسی متصل طرق میں مرفوعاً ''ذبح'' والے الفاظ بیان نہیں کیئے، بلکہ تمام تر طرق میں مرسلاً ہی بیان کیا ہے، تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ:

پہلا طریق: سعید بن عبدالعزیز ثقہ نے سلیمان بن موسی تک یہ روایت صحیح بیان کی ہے، جو کہ مرسل ہے اور امام بیہقی نے بھی اسی مرسل تسلیم کیا ہے (مسند احمد ۱۶۷۵۱، السنن الکبری للبیہقی ۵/۲۳۹، ۹/۲۹۵) نیز علامہ البانی نے بھی مرسل تسلیم کر رکھا ہے (الصحیحۃ ۲۳۷۶)۔

دوسرا طریق: ''**سعيد بن عبدالعزيز عن سليمان بن موسى عن عبدالرحمن بن ابي حسين**'' (البزار ۱۱۲۶، ابن حبان ۳۸۵۴ وغیرهما) کی سند سے یہ روایت مروی ہے، جب کہ اور پر بھی یہی روایت سعید نے ہی سلیمان سے بیان کی ہے مگر اس میں جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے بلا واسطہ بیان کی ہے، جب کہ روایت مذکورہ میں سلیمان اور حضرت جبیر کے درمیان ''ابن ابی حسین'' کا واسطہ ہے۔

اس روایت کی تفصیل تو اپنی جگہ پر آئی گی، مگر یہاں جو مقصود ہے اس کو بتانا ضروری ہے۔

پہلا طریق سعید سے دو رواۃ نے بیان کیا ہے:

۱)۔ ابوالمغیرۃ ثقہ

۲)۔ابوالیمان ثقہ ثبت

جب کہ دوسرا طریق سعید سے صرف ایک راوی نے بیان کیا ہے جس میں ''ابن ابی حسین'' کا اضافہ ہے:

۱)۔ابونصر التمار ثقہ

دوسرے طریق یعنی ''ابن ابی حسین'' کے اضافہ والی سند کو علامہ البانی نے شاذ قرار دیا ہے (الصحیحہ ۲۳۷۶) کیونکہ اس نے اپنے سے ثقہ رواۃ کی مخالفت کر رکھی ہے یہ اضافہ کرنے میں۔ نیز امام بیہقی نے بھی پہلے طرق کو ہی ترجیح دی ہے اس کو ''مرسل'' قرار دے کر یعنی سلیمان سے صرف مرسل ہی یہ طرق درست ہے اس سے آگے نہیں۔یہی بات علامہ البانی نے بھی کہی ہے امام بیہقی کے حوالہ سے۔

کفایت اللہ صاحب دفاع یزید میں ایک روایت کے بارے میں فرماتے ہیں ''عبدالوہاب کے علاوہ تمام رواۃ نے اس سند کو انقطاع کے ساتھ بیان کیا ہے'' (زبیر علی زئی پر رد میں پہلی تحریر ص۶)

ہم بھی یہی کہتے ہیں ''ابن ابی حسین'' والی روایت کو ابونصر کے علاوہ باقی سب نے انقطاع کے ساتھ بیان کیا ہے، لہذا آپ کے اصولوں پر جماعت کی روایت کو منفرد کی روایت پر ترجیح حاصل ہے خصوصاً جب کہ انقطاع کے ساتھ بیان کرنے والے ''ابوالیمان ثقہ ثبت'' ہیں۔لہذا معلوم ہوا کفایت اللہ کے اصولوں پر ''ابن ابی حسین'' کا اضافہ مردود ہے۔

تیسرا طریق: **''سوید بن عبدالعزیز عن سعید بن عبدالعزیز عن سلیمان بن موسی عن نافع بن جبیر''** (السنن الدارقطني ۲/۲۸۴ وغیرہ) کی سند سے مروی یہ روایت ضعیف ہے سوید بن عبدالعزیز کے ضعیف ہونے کی وجہ سے (تھذیب التھذیب ۲۷۷/۴)۔امام بیہقی نے بھی اس روایت کو بیان کرنے کے بعد ضعیف کہا ہے (السنن الکبری للبیھقی ۵/۲۳۹).

چوتھا طریق: **''ابو معید عن سلیمان بن موسی ان عمرو بن دینار حدثه عن**

جبیر بن مطعم''(السنن الکبری للبیهقي ۹/۲۹۶) یہ طریق بھی ضعیف ہے

۱)عمرو بن دینار نے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کو نہیں پایہ۔

۲)احمد بن عیسی ضعیف ہے(تهذیب التهذیب ۱/۶۶)۔

پانچواں طریق:**زاد سلیمان بن موسی : وذبح، یقول: ایام ذبح، ابن جریج یقوله**. (السنن الکبری للبیهقی. ۹/۳۶۸) یہ طرق بھی ضعیف ہےاس کی تفصیل''ابن جریج کا عنعنہ''میں گذر چکی ہے۔اور یہ سند سلیمان بن موسی تک بھی ثابت نہیں۔

الغرض اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ''سلیمان بن موسیٰ''والے تمام تر طرق میں صرف مرسل ہی ثابت ہے، جو کہ ثقہ راوۃ نے بیان کیا ہے،اس کے علاوہ اس کو متصلاً سوید ضعیف اور ابونصر ثقہ نے بیان کیا ہےاور ابونصر نے اپنے سے اوثق رواۃ کی مخالفت کررکھی ہے جو کہ کفایت اللہ کے اصول پر سند میں زیادتی کی بناپر مردود ہے۔

کفایت اللہ صاحب کی ہوشیاری:

جب کفایت اللہ صاحب کو سلیمان بن موسی سے آگے سند نہیں ملی،تو علامہ البانی رحمہ اللہ کا تعاقب کرنے کے لئے یہ کہ کر جان چھڑائی''اس بات کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ بعض طرق میں پوری صراحت کے ساتھ ملتا ہے کہ ابن جریج کے استاذ سلیمان بن موسی نے اس حدیث کو نافع بن جبیر سے موصولاً روایت کیا ہے چنانچہ:

امام دارقطنی رحمہ اللہ(المتوفی:۳۸۵ھ)نے کہا:

حدثنا یحیی بن محمد بن صاعد نا احمد بن منصور بن سیار نا محمد بن بکیر الحضرمی نا سوید بن عبدالعزیز عن سعید بن عبدالعزیز التنوخی عن سلیمان بن موسی عن نافع بن جبیر بن مطعم ...

.اس سند میں غور کریں یہاں واضح طور پر سلیمان بن موسی، نافع بن جبیر سے یہی حدیث موصولاً روایت کررہے ہیں۔''

مزید فرماتے ہیں''یہ بھی معلوم ہوا کہ سنن دارقطنی وغیر میں سلیمان بن موسی سے سوید کی

روایت صحیح ہے گر چہ وہ متکلم فیہ ہیں'' (چاردن قربانی کی مشروعیت ص۷۱)
مختصراً عرض ہے کہ یہ روایت سوید کی بنا پر ضعیف ہے اس پر تفصیل آگے آرہی ہے خود امام بیہقي نے بھی اسے سوید کی بنا پر ضعیف قرار دیا ہے (السنن الکبری للبیھقی ۲۹۳/۵).
نیز کفایت اللہ کے اصول زیادۃ ثقہ پر بھی کیونکہ یہ اضافہ ضعیف راوی نے کر رکھا ہے اس کے مقابلے میں ثقہ راویان نے مرسلاً بیان کیا ہے۔
کفایت اللہ صاحب کو داد دینی پڑے گی، ان کے اندر سے اللہ تعالی کا خوف ختم ہو گیا ہے جبھی اپنی مرضی کے مطابق جمہور کے نزدیک ثقہ وصدوق راوی کو ''متکلم فیہ'' کہہ کر اس کی روایت کو رد کر دینگے، اور اپنی مرضی کے مطابق جمہور کے نزدیک ضعیف ومتروک راوی کو ''متکلم فیہ'' کہہ کر اس کی روایت کو صحیح کہہ دینگے۔
چونکہ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے، اس لئے ہم ان کی دوغلی پالیسی کا بیان بھی کرینگے اور ساتھ ساتھ اس سند میں ''سوید بن عبدالعزیز'' پر تبصرہ بھی کریں گی تا کہ پتہ چل سکے یہ روایت بھی ضعیف ہی ہے۔

کفایت اللہ سنابلی کی دوغلی پالیسی:

جمہور کے نزدیک ثقہ راوی کی روایت ضعیف:

جمہور کے نزدیک ثقہ وصدوق راوی ''منہال بن عمرو'' کے بارے میں ڈاکٹر عثمانی برزخی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کفایت اللہ نے ان کی روایت کے بارے میں لکھا:
''**یہ گر چہ صدوق ہیں بخاری کے رجال میں سے ہیں مگر متکلم فیہ ہیں** متعدد محدثین نے ان پر کلام کیا ہے۔۔۔عام حالات میں موصوف معتبر ہیں لیکن موصوف کے ایسے تفردات قابل قبول نہیں ہوں گے جن میں غلطی کا قوی احتمال ہو'' (چاردن قربانی کی مشروعیت ص۵۳)۔
منہال بن عمرو جس کی توثیق بیس کے قریب محدثین نے کر رکھی ہے، اس کو ''متکلم فیہ'' قرار دے کر کفایت اللہ صاحب رد کر رہے ہیں کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تین دن قربانی والی روایت کا راوی ہے۔

منہال بن عمرو کی توثیق اوراس پر بعض کی جرح اوراس کے جوابات کے لئے شیخ ابو یحیی نور پوری حفظہ اللہ کا مضمون ''حدیث عود روح اور ڈاکٹر عثمانی کی جہالتیں'' ماہنامہ السنہ جہلم شمارہ ۴۹ تا ۵۴ صفحہ ۶۴ تا ۹۲ تک ملاحظہ فرمائیں، جس میں اس پر جرح کی حقیقت واضح کی گئی ہے۔ شیخ ابو یحیی نور پوری حفظہ اللہ نے راقم کو یہ اپنا مضمون طبع ہونے سے پہلے ہی ارسال کردیا تھا۔ جزاه الله خیراً.

رہا کفایت اللہ کا یہ کہنا منہال بن عمرو کے بارے میں کہ ''مگر متکلم فیہ ہیں'' (چاردن قربانی کی مشروعیت ص ۵۳) باطل ومردود ہے،

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ''**المنهال بن عمرو تكلم فيه بلاحجة**'' منہال بن عمرو پر جرح بلا دلیل ہے (هدی الساری ۴۶۴/۱).

جمہور کے نزدیک ضعیف راوی کی روایت صحیح:

کفایت اللہ صاحب فرماتے ہیں: ''یہ بھی معلوم ہوا کہ سنن دارقطنی وغیر میں سلیمان بن موسی سے سوید کی روایت صحیح ہے گرچہ وہ متکلم فیہ ہیں'' (چاردن قربانی کی مشروعیت ص ۱۷)۔

سوید بن عبدالعزیز پر محدثین کرام کی جروحات،

جارحین:

۱) امام احمد ''**متروک الحديث**'' (العلل ۳۱۲۶)

۲) امام بخاری فرماتے ہیں ''**عنده مناكير انكرها احمد**'' (تاریخ الکبیر ۲۸۲/۴)

نیز کہا ''**في حديثه نظر، لايحتمل**'' (كتاب الضعفاء ص ۵۳)

۳) امام نسائی ''**ضعيف**'' (الضعفاء والمتروکین ۲۵۹)

۴) ابوحاتم الرازی ''**لين الحديث، في حديثه نظر**'' (الجرح والتعديل ۲۳۸/۴)

۵) یحیی بن معین فرماتے ہیں ''**وسويد ليس بشيء**'' (ايضاً وسنده صحيح)

۶) ابن سعد فرماتے ہیں ''**كان يروي احاديث منكرة**'' (طبقات ابن سعد ۴۷۰/۴)

۷)۔ یعقوب بن سفیان فرماتے ہیں ''**ضعيف الحديث**'' (المعرفة والتاريخ ۲۸۷/۱)

۸)۔ابوزرعۃ الرازی ذکرہ في (الضعفاء ۲/۶۲۳)

۹)۔امام العقیلي ذکرہ في(الضعفاء ص ۸٦)

۱۰)۔ابن جوزی ذکرہ في (الضعفاء ۴۷)

۱۱)۔امام بغوی فرماتے ہیں ''لین'' (معجم الصحابة للبغوي ۱/۳۱٦)

۱۲)۔ابن عدی فرماتے ہیں ''**وعامة حديثه مما لا يتابعه الثقات عليه وهو ضعيف**'' (الكامل لا بن عدى ۳/۱۲٦۳) یعنی اس کی منفرد روایت ضعیف ہوتی ہے۔

۱۳)۔امام ابن شاہین ذکرہ في (تاريخ اسماء الضعفاء والكذابين ۱/۱۰۴) ۔

۱۴)۔ابن القیسر انی فرماتے ہیں ''**وهو متروك الحديث**'' (ذخيرة الحفاظ ۲/۸۳۸)

۱۵)۔حافظ ذھبی نے (ديوان الضعفاء ص ۱۸۲، ميزان الاعتدال ۲/۲۵۱) میں اقوال جرح کے ساتھ نقل کیا ہے، نیز ایک جگہ بطور تنبیہ فرمایا ''**ولم يثقه الا دحيم فقط**'' اس کو دحیم کے علاوہ کسی نے ثقہ نہیں کہا (معرفة القراء الكبار على الطبقات والاعصار ۱/۹۰) مزید فرمایا ''**متروك**'' (تلخيص المستدرك ۴/۱۴۹)

۱٦)امام بزار رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''**وهو رجل ليس بالحافظ ولا يحتج به اذا انفرد بحديث**'' (البحر الزخار مسند البزار ۸/۳۱۰)

۱۷)امام ہیثمی فرماتے ہیں ''**وفي اسناده سويد بن عبدالعزيز وهو متروك**'' (مجمع الزوائد ۱/۱)

۱۸)امام بیہقي فرماتے ہیں ''**ضعيف بمرة لا يقبل منه ما تفرد به**'' (السنن الكبرى للبيهقي ۴/۵۲۱)

۱۹)ابن حبان فرماتے ہیں ''**كان كثير الخطا فاحش الوهم حتى يجى في اخباره من المقلوبات اشياء تتخايل الى من سمعها عملت تعمدا**''

یہ کثیر الخطاء فاحش وہم کا شکار تھا، حتی کے اس کی روایات میں مقلوبات چیزیں داخل ہونے

لگی، اور یہ انہیں ایسے بیان کرتا تھا گویا کہ اس نے یہ روایات خود سنی ہیں اور یہ ایسا جان کے کرتا تھا(المجروحین ۱/۳۵۰)

۲۰) حافظ ابن حزم نے فرمایا "**مذکور بالکذب**" (المحلی ۱۰/۳۱۴)

۲۱) امام نووی فرماتے ہیں "**وسوید بن عبد العزیز ضعیف باتفاق المحدثین**" محدثین کا سوید کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے(المجموع ۶/۴۸۷)

۲۲)۔حافظ ابن حجر فرماتے ہیں "**وھو ضعیف**" (تلخیص الحبیر ۳/۴۸۱)

۲۳) حافظ ابن رجب فرماتے ہیں "**وسوید ونوح، ضعیفان**" (فتح الباری لابن رجب ۲/۲۳)

۲۴). البوصیری "**سوید بن عبد العزیز وقد ضعفوہ**" (مصباح الزجاجۃ ۲/۲۱۴)

۲۵) ابن الملقن فرماتے ہیں "**في الاول سوید بن عبد العزیز الدمشقي قال احمد : متروک**" (البدر المنیر ۹/۴۱۱)

۲۶). مناوی فرماتے ہیں "**لان فیه سوید بن عبدالعزیز متروک**" (فیض القدیر ۱/۴۷۰)

☆امام ترمذی کی طرف منسوب کتاب (العلل الکبیر ۲۶۳) میں لکھا ہوا ہے "**سوید بن عبدالعزیز رجل کثیر الغلط في الحدیث**". لیکن چونکہ یہ کتاب ثابت نہیں اس لئے ہمارا استدلال اس سے نہیں۔

اس جم غفیر کی تحقیق کے مقابلے میں اس کی توثیق کی درج ذیل نے کی ہے:

معدلین:

۱) ابن حبان ذکرہ في (کتاب الثقات ۶/۴۴۱).

یہ ان کا تساہل ہے خود ابن حبان نے اس پر "**کان کثیر الخطا فاحش الوھم**" (المجروحین ۱/۳۵۰) کی شدید جرح کر رکھی ہے۔

۲) نیز امام حاکم نے اس کی حدیث کو "صحیح" کہا ہے (مستدرک الحاکم ۴/۱۴۹)۔

امام حاکم مشہور متساہل ہیں، اس تصحیح پر تعاقب کرتے ہوئے حافظ ذہبی نے کہا "**سوید بن عبدالعزیز متروک**" (تلخیص ۴/۱۴۹)

۳)۔ حافظ ابن خزیمہ نے اس کی حدیث کو اپنی (صحیح ۴۸۰) میں ذکر کیا ہے۔

یہ بھی ان کا تساہل ہے جمہور کے نزدیک اس ضعیف راوی کی توثیق کی انتہائی عجیب ہے۔

حافظ ابن حجر سے بھی ایسا تسامح ہوا ہے کئی جگہ سوید کو ضعیف کہا ہے ایک جگہ دارقطنی کی روایت جس میں سوید ہے رجال الثقات کہ گئے (فتح الباری ۸/۱۰).

بعض لوگوں نے امام دحیم کی طرف قول منسوب کر دیا ہے کہ انہوں نے اسے ثقہ کہا ہے لیکن ہمیں تلاش کے باوجود باسند صحیح ایسا کوئی قول نہیں مل سکا، اس کے برعکس ہمیں (الجرح والتعدیل ۴/۲۳۸) میں امام دحیم سے ایک قول ملا ہے:

"**سمعت دحيما وقيل له : سويد بن عبد العزيز ممن اذا دفع اليه من غير حديثه قراه على ما في الكتاب؟ فقال : نعم.**"

ابوحاتم فرماتے ہیں میں نے سنا دحیم رحمہ اللہ سے کہا گیا سوید اُن میں سے ہے کہ اس کو کاٹ دیا جائے ان روایات کے علاوہ جو اس نے کتاب سے قراءت کی ہیں؟ امام دحیم نے کہا ہاں۔ اس قول سے جرح ہی ظاہر ہوتی ہے نہ کہ تعدیل۔

اس لئے اس لئے بعض ائمہ نے لکھا ہے:

امام ہیثمی فرماتے ہیں "**سويد بن عبدالعزيز وقد اجمعوا على ضعفه**" اس کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے (مجمع الزوائد ۱/۱۴۱)

نیز علامہ نووی نے فرمایا "**وسويد بن عبد العزيز ضعيف باتفاق المحدثين**" محدثین کا سوید کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے (المجموع ۶/۴۸۷)

بلکہ امام ذہبی نے فرمایا "**ولم يثقه الا دحيم فقط**" اس کو دحیم کے علاوہ کسی نے ثقہ نہیں کہا (معرفة القراء الكبار على الطبقات والاعصار ۱/۹۰).

یعنی ان کے نزدیک بھی صرف دحیم نے توثیق کی ہے اس کی، لیکن وہ بھی صحیح ثابت نہیں۔ ان

سب کے باوجود کفایت اللہ اس راوی کو متکلم فیہ بتا کر اس کی روایت کی تصحیح کر رہے ہیں۔اور ثقہ راوی کو متکلم فیہ بتا کر اس کی روایت کو رد کر رہے ہیں۔

متن میں زیادت اور کفایت اللہ سنابلی کے اصول:

''زاد فیہ'' کا اصول:

کفایت اللہ صاحب کے نزدیک کسی محدث کا ''زاد فیہ'' کہنے سے روایت کی زیادتی پر تنبیہ مقصود ہوتی ہے اور وہ شاذ و مردود ہوتی ہے، چنانچہ ایک جگہ رقم طراز ہیں:

''امام ابن عساکر رحمہ اللہ (المتوفی :۵۷۱ھ) نے بھی ایک مقام پر اسی روایت کو منقطع روایت کرنے کے بعد کہا:

...زاد فيه انا مسلم

...اس میں اس نے ابومسلم کا اضافہ کردیا ہے''(زبیر علی زئی پر رد میں تیسری تحریر ص۵)

ہم نے اختصار کے پیش نظر عربی اور اردو عبارت مختصر نقل کی ہے جو اصل حصہ مقصود ہے خود کفایت اللہ صاحب نے اسے ''سرخ'' رنگ دے رکھا ہے اپنے مضمون میں کیونکہ ان کا استدلال بھی اسی سے ہے۔

پھر اس کے بعد فرماتے ہیں:

''حافظ ابن حجر، امام ذہبی اور امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے صرف ایک طریق میں جو زیادتی پر تنبیہ کی ہے اس سے مقصود یہی ہے کہ یہاں پر یہ زیادتی شاذ ہے یعنی مردود ہے''(زبیر علی زئی پر رد میں تیسری تحریر ص۵)

جب کہ زیر بحث روایت کے بارے میں امام بیہقی فرماتے ہیں:

'' **زاد سليمان بن موسى : وذبح، يقول: ايام ذبح، ابن جريج يقوله.**''

یعنی سلیمان بن موسیٰ نے زیاتی کی ہے ''وذبح'' الفاظ کی (السنن الکبری للبيهقي. ۹/ ۲۹۸).

یعنی کفایت اللہ کے اصول پر یہ زیادتی شاذ و مردود ہے، نیز ان کا استدلال بھی انہی الفاظ

سے ہے۔

جماعت کی مخالفت کا اصول:

کفایت اللہ صاحب فرماتے ہیں:

''اکثر کی مخالفت:

ابو العالیہ کے شاگردوں میں سب کے سب نے اس روایت کو اپنے شیخ کے حوالے سے منقطع ہی بیان ہے اور اس کے برعکس صرف اور صرف ایک ہی شاگرد عبدالوہاب نے اسے موصول یعنی متصل بیان کر کے سند میں اضافہ کیا ہے اور اس اضافہ میں ان کا اتنہا ہونا اور ابو العالیہ کے اکثر شاگردوں کا اپنے استاذ کے حوالہ سے اسے بالاتفاق بیان کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس روایت کی اصلی شکل منقطع ہی ہے کیونکہ اکثریت کے متفقہ بیان میں غلطی کا احتمال نہیں رہتا'' (زبیر علی زئی پر رد میں تیسری تحریر ص۳۴-۳۳)

یعنی کفایت اللہ صاحب کے نزدیک زائد بیان کرنا ہی مخالفت ہے، اور اس پر ان کا مضمون ''زیادۃ ثقہ'' پر بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

اب ہم السنن الکبری للبیہقی کی مذکورہ روایت میں زائد لفظ ''ذبح'' پر تبصرہ کرینگے آیا یہ دوسرے طریق میں ہے یا نہیں؟۔

ان النبی ﷺ قال لرجل من غفارقم فاذن انه لا يدخل الجنة الا مومن، وانها ايام اكل وشرب ايام منی (السنن الكبرى للبيهقی. ۱۹/۳٦۸)

یہ روایت مختلف الفاظ کے ساتھ کئی کتاب احادیث میں مختلف طریق کے ساتھ موجود ہے:

(صحيح مسلم ۱۹۲۷، سنن النسائی ۴۹۰۸، سنن ابن ماجه ۱۷۱۰، مسند احمد ۱۵۴۳۰، صحيح ابن حبان ۳٦۰۱، سنن الدارمی ۱۸۰۷، مسند ابی داود طيالسی ۱۳۹۵ وغيرهم)

صرف اگر نافع بن جبیر کا طریق دیکھ لیں تو اس سے :

۱) عمرو بن دینار (السنن الكبرى للبيهقی. ۱۹/۳٦۸)

۲) حبیب بن ابی ثابت (مسند ابی داود طیالسی ۱۳۹۵)
دونوں نے یہ روایت بیان کی ہے مگر کسی نے بھی "ذبح" کا اضافہ نہیں کیا، کفایت اللہ صاحب کو اپنے اصول کی پاسداری کرتے ہوئے اس زیادتی کو رد کردینا چاہیے تھا، اتنی غیرت تو مولانا خبیب میں بھی ہے کہ انہوں نے یہ بات تسلیم کی ہے (مقالات اثریہ ص۳۲۷) کہ جماعت کی روایت کو ترجیح ہوگی، لہذا آپ اپنے اصولوں کا اہتمام کرتے ہوئے ان الفاظ پر شاذ کا حکم لگائیں۔

دوسری مرفوع حدیث:

اخبرنا احمد بن الحسین بن عبد الجبار الصوفی ببغداد، حدثنا ابو نصر التمار عبد الملک بن عبد العزیز القشیری فی شوال سنة سبع و عشرین و مئتین، حدثنا سعید بن عبدالعزیز، عن سلیمان بن موسی عن عبد الرحمن بن ابی حسین عن جبیر بن مطعم قال : قال رسول اللہ ﷺ :"کل عرفات موقف، وارفعوا عن عرنة، وکل مزدلفة موقف، وارفعو عن محسر، فلکل فجاج منی منحر، وفی کل ایام التشریق ذبح".

صحابی رسول جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پورا عرفات وقوف کی جگہ ہے اور عرنہ سے ہٹ کر وقوف کرو اور پورا مزدلفہ وقوف کی جگہ ہے اور وادی محسر سے ہٹ کر وقوف کرو اور منیٰ کا ہر راستہ قربانی کی جگہ ہے اور تشریق کے تمام دن ذبح کرنے کے دن ہیں (صحیح ابن حبان ۹/۱۶۶ رقم: ۳۸۵۴ بحوالہ چار دن قربانی کی مشروعیت ص۱۸)

یہ روایت ضعیف ہے اس کی درج ذیل بنیادی وجوہات ہیں:
اولاً: حافظ بزار فرماتے ہیں: ابن ابی حسین نے جبیر بن مطعم سے ملاقات نہیں کی (البحر الزخار ۸/۳۶۴) یعنی یہ سند منقطع ہے۔ نیز ابن حجر نے بھی ان کی تائید کی ہے (التلخیص الحبیر ۳/۲۲۳)

دوم: ابن ابی حسین کی توثیق مطلوب ہے، ہمارے علم کے مطابق صراحتاً ابن حبان کے علاوہ کسی نے توثیق نہیں کی بعض نے ادھر اُدھر سے تاویلات کرنے کی کوشش کی ہے لیکن راجح میں ثابت نہیں، بالفرض اگر توثیق ثابت ہو بھی جائے تو کوئی فائدہ نہیں یہ سند منقطع ہے۔

سوم: کفایت اللہ کے زیادۃ ثقہ والے اصول پر سند میں ''ابن ابی حسین'' کا اضافہ مردود ہے۔

چہارم: ابن عدی کا اس کو الکامل میں ذکر کرنا اور کفایت اللہ کا اصول۔

کفایت اللہ کا زیادۃ ثقہ والا اصول اور سند میں ''ابن ابی حسین'' کا اضافہ:

سعید بن عبدالعزیز سے یہ روایت تین رواۃ نے بیان کی ہے:

ا)۔ **ابوالمغیرۃ ثقہ** (السنن الكبرى للبيهقي ٧/٩٤٧)

٢)۔ **ابوالیمان ثقہ ثبت** (السنن الكبرى للبيهقي ٧/٩٤٧)

٣) **ابونصر التمار ثقہ** (السنن الكبرى للبيهقي ٨/٩٤٨، ابن حبان وغيرهما)

ابوالمغیرہ اور ابوالیمان نے سند میں ''ابن ابی الحسین'' کا اضافہ نہیں کیا بلکہ اسے منقطع بیان کیا ہے،

اور ابونصر التمار نے جماعت سے زائد ''ابن ابی الحسین'' کا اضافہ کیا ہے، جو کہ کفایت اللہ کے اصول پر جماعت کی مخالفت ہے اور قابل رد ہے۔

کفایت اللہ دفاع یزید میں فرماتے ہیں:

''کیونکہ یہاں صرف ایک ثقہ روای کی مخالفت ہے، **اور زیر بحث روایت میں تو متعدد ثقات کی مخالفت ہے**'' (زبیر علی زئی پر رد میں پہلی تحریر ص١٢)

مزید لکھا ''**لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ انقطاع کا ازالہ ہو گیا اور مذکورہ روایت صحیح ہو گئی کیونکہ موصول روایت کرنے والے محمد بن طاہر گرچہ ثقہ ہیں لیکن متکلم فیہ ہیں لہذا ثقہ کے خلاف ان کا موصول بیان کرنا غیر مقبول ہے**'' (زبیر علی زئی پر رد میں پہلی تحریر ص١١)

مذکورہ سند میں ''ابن ابی حسین'' کا اضافہ اوراس کوموصولاً بیان کرنا ابونصار التمار کی جماعت کی مخالفت ہے اورآپ کے اصولوں پر یہ اضافہ مردود ہے،لہذا انصاف پسند ہوکراس سند کو منقطع تسلیم کریں۔

امام بزار رحمہ اللہ کی جرح سے انکار:

امام بزار رحمہ اللہ جرح وتعدیل کے ایک مسلمہ امام ہیں آپ کا کسی نے امام جرح وتعدیل ہونے سے انکار نہیں کیا،آپ کا مختصراً تعارف درج ذیل ہے:

۱)ابوالشیخ الاصبھانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وکان احد حفاظ الدنیا راسا فیه، حکی انه لم یکن بعد علی بن المدیني اعلم بالحدیث منه، اجتمع علیه حفاظ اهل بغداد، فتبرکوا من یدیه، وکتبوا عنه''

حفاظ کی دنیامیں سے ایک پختہ حافظ تھے،روایت کیا گیا ہے کہ امام علی بن مدینی کے بعد ان سے بڑا کوئی حدیث کا عالم نہیں،ان کے پاس بغداد کے حفاظ جمع ہوتے اوران کے ہاتھوں سے (علم) کی برکت لیتے اوران سے (روایات) لکھتے۔

(طبقات المحدثین باصبھان ۳/۳۸۶)

۲)۔خطیب بغدادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''وکان ثقة حافظا، صنف المسند، وتکلم علم الاحادیث و بین عللها''

(تاریخ بغداد ۵/۹۵)

۳)۔ابونعیم الاصبھانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''الحافظ'' (تاریخ اصبھان ۱/۱۳۸)

۴). علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں **''کان حافظ للحدیث''** (المنتظم ۴/۴۶)

۵) حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں **''الیشخ الامام الحافظ الکبیر... صاحب**

المسند الكبير الذي تكلم على اسانيده" (سير اعلام النبلاء ۱۳/۵۵۴)
۶) الصفدی فرماتے ہیں "الحافظ صاحب المسند المشهور" (الوافي بالوفيات ۲/۴۷۰)

نیز جمہور کی توثیق کے مقابلے میں دارقطنی رحمہ اللہ کی جرح مردود ہے، بعض لوگوں نے امام نسائی وغیرہ کی طرف جرح منسوب کردی ہے مگر اس کی صحیح سند مطلوب ہے۔
اس توثیق کے بعد کفایت اللہ کا ثقہ حافظ امام بزار کو اپنی دوغلی اصطلاح میں "متکلم فیہ" کہنا مردود ہے (چاردن قربانی کی مشروعیت ص۲۶)۔

امام بزار رحمہ اللہ جرح وتعدیل کے مسلمہ امام ہیں:

کسی شخص نے بھی امام بزار رحمہ اللہ کی جرح وتعدیل کا انکار نہیں کیا، خصوصاً ان کو متکلم فیہ بتا کر، محدثین میں سے حافظ ذہبی اور حافظ سخاوی نے باقائدہ ائمہ ناقدین پر کتب لکھیں ہیں کہ کون کون جرح وتعدیل کے امام ہیں۔

حافظ ذہبی نے انہیں (ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل ص ۲۰۰) ، اور حافظ سخاوی نے انہیں (المتكلمون في الرجال ص ۱۰۹) میں ذکر کیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ائمہ ناقدین میں سے ہیں، اور کفایت اللہ کا ثقہ وصدوق عندالجمھور بزار رحمہ اللہ کی جرح رد کرنا باطل ومردود ہے۔

امام بزار منقطع کہنے میں منفرد نہیں:

کفایت اللہ کا سارا زور اس پر ہے کہ امام بزار اس دعویٰ انقطاع میں منفرد ہیں جب کہ حافظ ابن حجر نے بھی ان کی تائد کر رکھی ہے، چنانچہ ابن حجر اس روایت کے بعد فرماتے ہیں:
"وفي اسناده انقطاع، فانه من رواية عبد الله بن عبد الرحمن بن ابي حسين، عن جبير بن مطعم، ولم يلقه. قاله البزار" (التلخيص الحبير ۳/۲۲۳)
وفی اسناده انقطاع کا قول ابن حجر رحمہ اللہ کا ہے کیونکہ امام بزار کا قول فقط:
"وابن حسين لم يلق جبير بن مطعم" (مسند البزار ۸/۳۶۳) ہے، نیز ابن حجر نے

اسے نقل کر کہ اس کی تائد ہی کر دی ہے بغیر کوئی رد کرے۔

کفایت اللہ کے اصول پر ابن حبان رحمہ اللہ بھی متکلم فیہ ہیں:

پہلے بھی ہم کفایت اللہ کی دوغلی پالیسی اور مخصوص اصطلاح (متکلم فیہ) جس میں مرضی کے مطابق ثقہ راوی کو "متکلم فیہ" کہ کر اس کی روایت کو کر رد کر دیا جاتا ہے اور مرضی کے مطابق ضعیف راوی کو "متکلم فیہ" کہ کر اس کی روایت کو قبول کر لیا جاتا ہے۔

جمہور کے نزدیک ثقہ راوی عبدالوہاب بن الثقفی رحمہ اللہ جن کو ۳۰ محدثین کرام نے ثقہ قرار دیا ہے، اس کے مقابلے میں صرف ابن سعد رحمہ اللہ کی جرح موجود ہے دیکھیں تفصیل کے لئے استاذ محترم محدث العصر شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کا مضمون (رسول اللہ ﷺ کی سنت کو بدلنے والا یزید ص۴ تا ۷)

ان ۳۰ محدثین کی توثیق کے مقابلے پر مولوی کفایت اللہ صاحب ابن سعد کے قول کی بنیاد پر عبدالوہاب بن الثقفی کو "متکلم فیہ" قرار دیتے ہیں (زبیر علی زئی پر رد میں پہلی تحریر ص۱۴)

نیز عبدالوہاب الثقفی پر کفایت اللہ کی جہالت ہے کہ ان پر اختلاط کی جرح لے کر بیٹھے ہیں جب کہ اختلاط کے بعد انہوں نے کوئی حدیث بیان نہیں کی.

کفایت اللہ صاحب کے اس اصول سے واضح ہو گیا کہ بعض کا جمہور کے نزدیک ثقہ راوی پر جرح بھی اس کو متکلم فیہ بنا دیتا ہے۔

لہذا اس اصول پر ابن حبان رحمہ اللہ پر بعض جروحات پیش خدمت ہیں:

۱) حافظ ابن صلاح فرماتے ہیں "**وربما غلط في تصرفه الغلط الفاحش على ما وجدته**" (طبقات الفقهاء الشافعية ۱۱۵/۱)

۲) ابن عبدالہادی رحمہ اللہ نے بھی ابن حبان پر جرح کر رکھی ہے اور آخر میں ابن صلاح کی جرح کی تائید کی ہے (الصارم المنكى في رد على السبكى ۱۰۵)

۳) عقیدہ کے عالم یحیی بن عمار (المتوفی: ۴۲۲ھ) سے جب پوچھا گیا ابن حبان کے بارے میں تو فرماتے ہیں "**كيف لم اره ونحن اخرجناه من سجستان؟! كان له علم**

كثيـر، ولـم يـكـن لـه كبيـر ديـن، قدم علينا، فانكر الحدلله، فاخرجناه من سجستان" (ذم الكلام واهله للهروي ۴/۴۰۲ وسنده صحيح)

یحیی بن عمار کے بارے میں امام ذہبی لکھتے ہیں "**وكـان متـصـلبـا عـلى المبتدعة والجهمية**" آپ بدعتیوں اور جہمیوں پر بڑے سخت تھے (تاریخ الاسلام ۹/۳۸۴)

ہم نے یہاں امام ابن حبان رحمہ اللہ کی جلالت کے پیش نظر اس کا ترجمہ نہیں کیا اور نہ ہی مزید اور دلائل دینے ہیں، صرف اتنا بتانا ہے کہ اگر بعض کی جرح سے کوئی متکلم فیہ ہوجاتا ہے تو پھر ابن حبان رحمہ اللہ بھی اس سے محفوظ نہیں۔ اور کفایت اللہ صاحب کو چاہیے تھا کہ ابن حبان کی بھی تصحیح وغیرہ کا انکار کردیں اس بنا پر۔

ایک سنہری قول:

شیخ ارشاد الحق اثری فرماتے ہیں: "کتب جرح وتعدیل سے ادنی واقفیت رکھنے والا بھی جانتا ہے کہ بہت کم ثقہ راوی ہیں جن پر جرح کا کوئی کلمہ نہ ہو، اسی طرح بہت کم ضعیف راوی ہیں جن کو کسی نے بھی ثقہ نہ کہا ہو" (اعلاء السنن فی المیزان ۲۳۷۔۲۳۸)

جابر جعفی کی توثیق بھی بعض نے کررکھی ہے کفایت اللہ صاحب اس کو بھی متکلم فیہ قرار دے کر مرضی کے مطابق اس کی روایت کو ضعیف اور صحیح قرار دیتے رہیں۔

جمہور کی توثیق ہی راجح ہے:

حافظ ذہبی فرماتے ہیں: "**ابـن مـعيـن انـه يتـكـلم في الشافعي قلت قد آذى ابن معين نفسه بذلک ولم يلتفت الناس الى كلامه في الشافعي ولا الى كلامه فـي جـمـاعة مـن الاثبـات كما لم يلتفتوا الى توثيقه لبعض الناس فانا نقبل قوله دائما في الجرح والتعديل ونقدمه على كثير من الحفاظ ما لم يخالف الـجهـور مـن اجتهاده. فاذا انفرد بتوثيق من لينه الجمهور او بتضعيف من وثـقـه الـجـمهـور وقبـوله فالحكم لعموم اقوال الائمة لا لمن شذ"** (الرواة الثقات المتكلم فيهم بما لا يوجب ردهم ص ۳۰)

امام ابن معین نے امام شافعی پر کلام کیا ہے، میں کہتا ہوں ابن معین نے خود اپنے نفس کو نقصان پہنچایا ہے اس سے، کسی نے ابن معین کے اس قول کی طرف التفات نہیں کیا اور نہ ہی دیگر ثقہ جماعت پر جو کلام کیا ہے انہوں نے، جیسے کہ ان کی توثیق بعض راوۃ پر قبول نہیں کی گئی (جو جمہور کے نزدیک ضعیف ہیں)، اور بے شک ہم ان کی جرح و تعدیل ہمیشہ قبول کرتے ہیں اور بہت سے حفاظ پر مقدم کرتے ہیں کہ الا یہ کہ ان کا اجتہاد جمہور کے خلاف نہ ہو۔

اگر کوئی ایسے راوی کی توثیق کرے جس کو جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے یا ایسے کی تضعیف کرے جس کو جمہور نے ثقہ قرار دیا ہے، تو جمہور کی بات قابل قبول ہوگی نہ کے اس کی جس نے ان کی مخالفت کی ہے۔

نیز حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ سرفراز صفدر کا کلام جرح و تعدیل میں جمہور ائمہ کی پیروی کے بارے میں نقل کر کے لکھتے ہیں:

''اہل حدیث کو اس سے مکمل اتفاق ہے'' (اہل حدیث کا منہج ص ۵۴)

ابن حبان رحمہ اللہ متساہل ہیں:

کفایت اللہ صاحب نے امام بزار کی جرح کا انکار کرتے ہوئے جن تاویلات کا سہارا لیا ہے، وہ عین امین اوکاڑوی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں اور ان کی ہر تحقیق اس بات پر گواہ ہے۔ کفایت اللہ صاحب فرماتے ہیں:

''امام بزار نے عبدالرحمٰن بن ابی حسین اور جبیر بن مطعم کے مابین انقطاع کا دعویٰ کیا ہے تو عرض ہے کہ امام بزار کے اس دعویٰ کی کوئی حیثیت نہیں کیونکہ ابن حبان رحمہ اللہ نے صحیح ابن حبان میں اس کی سند کو صحیح کہا ہے جو اس بات کو مستلزم ہے کہ ابن حبان کے نزدیک یہ سند متصل ہے جیسا کہ ابن حبان نے صحیح ابن حبان کے مقدمہ میں صراحت کر دی ہے'' (چار دن قربانی کی مشروعیت ص ۲۵)

حالانکہ ابن حبان مشہور متساہل ہیں اور ان کی تصحیح سے ان کے نزدیک جو اتصال لازم آتا ہے

جس کی صراحت مقدمہ ابن حبان میں کی ہے، اس سے دیگر محدثین کے نزدیک ایسا کوئی اتصال لازم نہیں آتا۔ ابن حبان نے اپنے صحیح کے مقدمہ میں درج ذیل شرائط کا ذکر کیا ہے۔

ا) مدلسین کی معنعن روایات کی سماع کی صراحت:

ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فاذا صح عندي خبر من رواية مدلس انه بين السماع فيه، لا ابالي ان اذكره من غير بيان السماع في خبره بعد صحته عندي من طريق آخر"

میرے نزدیک صحیح ہوتی ہے مدلس کی روایت جب وہ سماع کی صراحت کردے، میں پرواہ نہیں کرتا کہ میں ذکر کروں اس کتاب میں مدلس کی عدم سماع والی روایت بعد اس کے کہ میرے نزدیک اس کی صحت دوسرے طریق سے ثابت ہو جائے۔

(مقدمه صحيح ابن حبان ص ١٦٢)

لہذا کفایت اللہ صاحب کو چاہیے کے صحیح ابن حبان میں مدلسین کی معنعن روایات سے حجت پکڑ لیں کیونکہ بقول ابن حبان رحمہ اللہ کے انہوں نے صرف وہی روایات ذکر کیں ہیں جن کا سماع ان کے نزدیک ثابت ہے، لیکن کوئی بھی اہل علم اس شاذ موقف کا قائل نہیں سب نے صحیح ابن حبان کی مدلسین کی معنعن روایات پر کلام کیا ہے، تفصیل کے لئے شیخ البانی اور شیخ شعیب وغیرھما کی تحقیق سے مطبوع صحیح ابن حبان ملاحظہ فرمالیں۔

۲۔ مختلطین کی قبل از اختلاط روایات:

"فانا نروي عنهم فی كتابنا هذا، ونحتج بما رووا، الا انا لا نعتمد من حديثهم الا ما روى عنهم الثقات من القدماء الذين نعلم انهم سمعوا منهم قبل اختلاطهم" (مقدمه صحيح ابن حبان ص ١٦١)

یعنی مختلطین کی روایات جو اس کتاب میں بیان کی گئی ہیں، وہ ان کے اختلاط سے پہلے کی ہیں۔ لہذا کفایت اللہ کو یہ بھی چاہیے کے تمام مختلطین کی روایات کو صحیح ابن حبان میں اختلاط

سے پہلے کا مان کر قبول کرلے۔اوراسی کے مطابق جب قبل از اختلاط ثابت ہو جائے تو دیگر روایات پر بھی حکم لگائے۔

۳۔کسی ناقل پر جرح نہیں:

ابن حبان نے جہاں سند کے منقطع نہ ہونے کا ذکر کیا ہے وہیں پر یہ بات بھی لکھی ہے کہ ''ولا ثبوت جرح في ناقليها'' حدیث کے رواۃ جن سے حدیث بیان کی گئی ہےاس کتاب میں ان پر کوئی جرح نہیں (مدقمه صحيح ابن حبان ص ١٦٣).

حالانکہ یہ بات بھی واضح ہے کہ ابن حبان کی صحیح میں ضعیف اور متروک رواۃ بھی موجود ہے۔اور کسی اہل علم نے ابن حبان کی اس بات کو قبول نہیں کیا بلکہ متساہل ہی قرار دیا ہے۔

ان سب کے باوجود کفایت اللہ صاحب ابن حبان کے بارے میں لکھتے ہیں ''لیکن اتصال و انقطاع کے فیصلہ میں وہ قطعاً متساہل نہیں بلکہ ایسے معاملات میں وہ متشدد ہیں'' (چاردن قربانی کی مشروعیت ص ۲٦)۔

اب اگر ابن حبان حدیث کی تصحیح میں متساہل نہیں تو پھر کفایت اللہ صاحب کو چاہیے کہ ابن حبان کی ان تمام شرائط کے پیش نظر احادیث پر حکم لگائیں۔

حدیث کو صحیح قرار دینا اور اسناد کو صحیح قرار دینا مختلف باتیں ہیں:

امام ابن حبان نے اپنے مقدمہ ص ۱٦۳ میں اس بات کی بھی صراحت کی ہوئی ہے کہ انہوں نے سوائے دو جگہ کے مکررات کو حذف کر دیا ہے، اور یہی صراحت ایک اور جگہ کی ہے کہ مدلسین کی روایات کا سماع دوسرے طرق سے ثابت ہے، مگر سوال یہ ہے وہ دوسرے طرق کون سے ہیں؟ اوران کی اسناد میں کیسے رواۃ ہونگے جب کہ جو اسناد ابن حبان نے ذکر کی ہیں جب کہ ان میں سے بھی بعض ضعیف ہیں۔اس لئے ان کے نزدیک حدیث کا صحیح ہونا مذکورہ اسناد کا صحیح ہونا مستلزم نہیں ہوسکتا ان کے پیش نظر کوئی دیگر قرائین ہو جس کی بنیاد پر روایت کو ''صحیح'' کہا ہو، اس لئے یہ بات بھی بعید ہے کہ ان کے نزدیک اس سے اتصال لازم آئے۔خصوصاً جب کہ ابن حبان نے جو صراحت مقدمہ میں کی ہے اور امام بزار کی

جرح کے موجود ہونے کے بعد۔
اسی بات کی طرف امام الزرکشی نے اشارہ کیا ہے "**ینبغي التامل و النظر بین قولهم ((هذا حدیث صحیح)) وهذا ((اسناد صحیح)) وبینهما فرق فان الثاني یریدون به اتصال الاسناد و عدم انقطاعه**" (النکت ص ۴۹)۔
ان تمام تر وجوہات کے بعد اس سے ان کے نزدیک اسناد کا صحیح ہونا مراد لینا بعید ہے۔

امام ابن عدی کا اس روایت کو الکامل میں ذکر کرنا:

کفایت اللہ صاحب کا ایک یہ اصول بھی ہے کہ ابن عدی کا الکامل میں کسی راویت کو ذکر کرنا ان کے نزدیک منکر ہونے کی دلیل ہے۔ چنانچہ کفایت اللہ صاحب لکھتے ہیں:
''امام ابن عدی رحمہ اللہ (المتوفی: ۳۶۵ھ) نے اس روایت کو منکر روایات میں شمار کیا ہے دیکھئے [الکامل فی ضعفاء الرجال لابن عدی۔۴/۹۷] (زبیر علی زئی پر رد میں تیسری تحریر ص۴)۔
جب کہ ابن عدی رحمہ اللہ نے نہ کوئی ایسا قاعدہ ذکر کیا ہے اور نہ ہی اس روایت کو منکر کہا ہے، جس سے واضح ہے کہ ان کے نزدیک ان کا نزدیک الکامل میں ذکر کرنا ہی اس کے ''منکر'' ہونے کی دلیل ہے۔
چنانچہ ابن عدی رحمہ اللہ نے سلیمان بن موسی کی اس ابن ابی حسین والی روایت کو الکامل میں باسند نقل کیا ہے (الکامل ۳/۱۱۱۸) جس سے واضح ہوا کہ یہ روایت کفایت اللہ کے اصول پر ابن عدی کے نزدیک منکر ہے۔

علامہ البانی نے اس سند کو شاذ قرار دیا ہے:

علامہ البانی نے ''ابن ابی حسین'' کے اضافہ کو اس سند میں ثقات کی مخالفت کی بنا پر شاذ قرار دیا ہے، لکھتے ہیں:
''**ان ابا نصر هذا وان كان ثقة من رجال مسلم، فقد خالف الثقتين المذكورين وفي الوجه الاول، فزاد عليها وصله بذكر عبد الرحمن بن ابي حسين بين سليمان بن موسى و جبير بن مطعم فوصله. فرواية**

شـاذ ة" ابونصر اگرچہ ثقہ مسلم کے رجال میں سے ہیں، انہوں نے ثقات کی مخالفت کر رکھی ہے پہلے طرق میں جو وارد ہوا ہے اس کی، اس میں زیادتی کی ہے اور اس کو موصول بیان کر دیا ہے "ابن ابی حسین" کا اضافہ کر کے سلیمان اور جبیر کے درمیان، یہ روایت شاذ ہے (السلسلة الصحيحة ٢٤٧٦).

ابن ابی حسین کی توثیق کے لئے تاویلات:

حافظ ابن حجر نے وضاحت کے ساتھ لکھا ہے "**اخرجه احمد لكن فی سنده انقطاع ووصله الدارقطنی ورجاله ثقات**" (فتح الباری ١٠ /٨)

یعنی دارقطنی کے رجال ثقہ ہیں "و" کہ کر بات ہی الگ کر دی، علامہ البانی اور دیگر جنھوں اس روایت کی تخریج کی ہے ان کو یہ بات تسلیم ہے کہ یہ "رجالہ ثقات" والی بات دارقطنی کی سند کے بابت ہے اور یہ اتنا واضح ہے لیکن کفایت اللہ کی تاویل ملاحظہ فرمائیں:

"نافع بن جبیر والی موصول روایت کے الفاظ فجاج منی منحر۔۔۔ والے الفاظ نہیں ہیں جبکہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے جس روایت کے رجال کو ثقہ کہا ہے اس میں فجاج منی منحر۔۔۔ کے الفاظ نقل کئے ہیں کما مضیٰ" (چار دن قربانی کی مشروعیت ص ۲۰)۔

شاید کفایت اللہ صاحب کو احساس نہیں ہوا کفایت اللہ صاحب خود کیا بات لکھ گئے؟، کیونکہ ابن حجر نے تو واضح طور پر مسند احمد اور دارقطنی کی روایت کو ایک ہی قرار دیا ہے "**اخـرجـه احـمـد لكن فی سنده انقطاع ووصله الدارقطنی**" یعنی امام احمد نے اسے بیان کیا ہے لیکن ان میں انقطاع ہے اور امام دارقطنی نے اسے موصولاً بیان کیا ہے۔ جب ابن حجر خود دونوں روایات کو ایک قرار دے رہے ہیں، اس کے باوجود کفایت اللہ صاحب کی تاویل یہ ہے کہ دونوں روایات ہی مختلف ہیں ابن حجر کے نزدیک۔

بلکہ خود ابن حجر نے ابن ابی حسین والی روایت کو منقطع قرار دے رکھا ہے (التلخيص الحبير ٣/ ٢٢٣) پھر وہ اسی روایت کو منقطع کے لئے پیش کریں گا بالکل محال ہے خصوصا انہوں نے موصول ہونے کا ذکر کیا ہے، لیکن وہ سند ضعیف ہے سوید کی وجہ سے اور آپ کا اسے رجال

الثقات کہنا غلط ہے، کیونکہ خود آپ نے سوید کو ضعیف قرار دے رکھا ہے بلکہ یہ آپ کا تسامح ہے۔

تیسری اور چوتھی حدیث:

"اخبرنا ابو سعد المالینی، انبا ابو احمد بن عدی الحافظ، انبا عبدالله بن محمد بن مسلم، ثنا دحیم، ثنا محمد بن شعیب، ثنا معاویة بن یحیی عن الزهری، عن سعید بن المسیب، مرة عن ابی سعید و مرة عن ابی هریرة رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم : ایام التشریق کلها ذبح.

دو صحابہ ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما اللہ کے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تشریق کے سارے دن ذبح کے دن ہیں [السنن الکبری للبیهقی ۹/۲۹۹]۔" (چار دن قربانی کی مشروعیت ص۲۹)

کفایت اللہ نے ایک ہی روایت کو جن کی اسانید بھی ایک ہی ہیں لیکن دو صحابہ سے مروی ہے کو تیسری اور چوتھی حدیث شمار کیا ہے۔

اس حدیث کی اسانید پر خاص جرح مفسر موجود ہے، لہذا یہ ضعیف ہے۔ ائمہ متقدمین نے بالاتفاق اسے غیر محفوظ اور موضوع قرار دیا ہے، متقدمین میں سے کسی نے اسے صحیح قرار نہیں دیا۔ نیز امام زہری نے معنعن بیان کر رکھا ہے، اور معاویہ بن یحیی ضعیف کی روایات ہقل بن زیاد کے علاوہ ضعیف ہوتی ہیں جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

۱) امام ابن عدی رحمہ اللہ اس حدیث کے راوی ہیں انہوں نے اس روایت کو بیان کرنے کے بعد فرمایا: **"وهذا سواء قال عن الزهري عن سعيد عن ابي هريرة و سواء قال الزهري عن بن المسيب عن ابي سعيد الخدري جميعا غير محفوظين لا يرويهما غير الصدفي"** اور چھا ہے صدفی نے **"زهری عن سعيد عن ابی هريرة"** کہا ہو اور چاہے **"زهری عن بن السميب عن ابی سعيد الخدری"** دونوں اسانید غیر محفوظ ہیں اس کو صدفي کے علاوہ کسی نے روایت نہیں کیا (الکامل لا بن

عدی ۶/۴۰۰،السنن الکبری للبیهقی ۹/۴۹۹)
یعنی امام ابن عدی نے خاص صراحت کردی ہے یہ روایت ہی غیر محفوظ ہے،ابن عدی ائمہ متقدمین میں سے ہیں اور خود اس روایت کے راوی بھی لہذا یہ روایت ہی ضعیف ومردود ہے۔اس جرح مفسر کا جواب ان شاء اللہ کفایت اللہ صاحب قیامت تک نہیں دے سکتے۔

۲)امام ابوحاتم الرازی رحمہ اللہ نے اس روایت کو موضوع اور جھوٹا قرار دیا ہے:
امام صاحب سے جب اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا"ایام التشریق کلها ذبح" تو آپ نے جواب دیا"هذا حديث موضوع عندي" یہ حدیث میرے نزدیک موضوع ہے ہمارے سامنے اسے مت پڑھو (علل الحديث لا بن ابي حاتم ۴/۴۹۳).

نیز ایک جگہ اس حدیث کے بارے میں فرمایا "هذا حديث كذب بهذا الاسناد" یہ حدیث اس سند کے ساتھ جھوٹی ہے(علل الحديث لا بن ابي حاتم ۳/۲۶۵)

۳)۔امام بیہقی نے بھی اس روایت کو بیان کرنے کے بعد ابن عدی جرح نقل کی ہے اور خود بھی معاویہ بن یحیی کو ضعیف قرار دیا ہے(السنن الكبرى للبيهقى ۹/۴۹۹) جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک بھی یہ روایت ضعیف ہی ہے واللہ اعلم۔

امام زہری کی تدلیس:

کفایت اللہ صاحب لکھتے ہیں" آپ پر تدلیس کا الزام باطل ہے اس کا کوئی ٹھوس ثبوت موجود نہیں ہے، نیز بعض نے انہیں مدلس ماننے کے باوجود بھی ان کی تدلیس کی قلت کے پیش نظر ان کے عنعنہ کو قبل قرار دیا ہے"(چاردن قربانی کی مشروعیت ص۳۰)

اب یہاں دو باتیں ہیں:
۱)امام زہری مدلس نہیں۔
۲)آپ کی تدلیس کو قبول کیا گیا ہے۔

یہ کفایت اللہ کے عدم علم کا نتیجہ ہے کہ انہوں نے امام زہری رحمہ اللہ کے مدلس ہونے کا انکار

کر دیا ائمہ متقدمین نے ان کو مدلس مانا ہے:

۱)ابوجعفر الطحاوی فرماتے ہیں:''**وهـذا الـحديث أيضا لم يسمعه الزهري عروة، إنـمـا دلـس به**'' اس حدیث میں بھی زہری نے عروۃ سے نہیں سنا، کیونکہ انہوں تدلیس کی ہے (شرح معانی الآثار ۱/۲/۷ رقم ۴۲۹)

۲) امام ابوحاتم الرازی ایک حدیث پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''**الـزهـری لـم يسمع من عرو ة هـذا الـحديث، فلعله دلسه**'' زہری نے یہ حدیث عروہ سے نہیں سنی، شاید زہری نے تدلیس کی ہے۔ (علل الحدیث لابن ابی حاتم ۳/۷/۴۰ رقم ۹۶۸)

اور تدلیس مدلس ہی کرتا ہے معلوم ہوا امام زہری امام ابوحاتم کے نزدیک بھی مدلس ہیں۔

۳)امام ترمذی ایک حدیث پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں''**هذا حديث لا يصح لأن الزهري لم يسمع هذا الحديث من أبي سلمة**'' (سنن ترمذی:۱۵۲۴)

یعنی یہ حدیث صحیح نہیں کیونکہ امام زہری نے ابی سلمہ سے سماع بیان نہیں کیا۔امام ترمذی نے امام زہری کے ''عن'' کی وجہ اس روایت پر کلام کیا ہے، اور یہاں سے ان کی تدلیس بھی ثابت ہوتی ہے کیونکہ تدلیس کی تعریف یہی ہے کے راوی اپنے استاذ سے ایسی روایت بیان کرے جو اس سے سنی نہ ہو۔اور ابوسلمۃ امام زہری کے استاذ ہیں اور ان کے عنعنہ پر کلام کیا گیا ہے جو اس بات کی دلیل ہے امام ترمذی اور مذکورہ دیگر ائمہ متقدمین کے نزدیک امام زہری مدلس بھی ہیں اور ان کا عنعنہ قابل رد بھی ہے۔

معاویہ بن یحیی الصدفی:

معاویہ بن یحیی الصدفی ضعیف راوی ہے، اور بعض کو یہ دھوکا لگا ہے کہ ان کی روایات تمام شامیوں سے صحیح ہیں جب کہ معاملہ ایسا نہیں۔

۱)امام الجرح والتعدیل الدارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:''**مـعـاوية بـن يحيى الصدفي يـكتب ما روي الهقل عنه و يتجنب ما سواه خاصة ما روى عنه اسحاق بن سليمان الرازي**'' معاویہ بن یحیی اس کی حدیث لکھوا کر ہقل اس سے روایت کرے، اور

اس کے علاوہ جو بھی روایت کرے اس سے اجتناب کرو، خاص طور پر اسحاق بن سلیمان الرازی کی روایت سے۔ (الضعفاء المتروکون للدارقطني ۱۳۲/۳)

۲)امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"روی عنه هقل بن زياد احاديث مستقمية كانها من كتاب، روی عنه عيسى بن يونس واسحاق بن سليمان احاديث مناكير كانها من حفظه"

ھقل بن زیاد نے اس سے اچھی احادیث بیان کی ہیں جیسے کہ اس نے کتاب سے بیان کی ہوں، اور عیسی بن یونس اور اسحاق بن سلیمان نے اس سے منکر احادیث بیان کی ہیں جیسے کہ اس نے اپنے حفظ سے بیان کی ہوں (التاريخ الكبير ۳۳۶/۷)

۳)امام ابوحاتم الرازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں؛

"روی عنه هقل بن زياد احاديث مستقمية كانها من كتاب، وروی عنه عيسى بن يونس واسحاق بن سليمان احاديث مناكير كانها من حفظه، وهو ضعيف الحديث في حديثة انكار" ھقل بن زیاد نے اس سے اچھی احادیث بیان کی ہیں جیسے کہ اس نے کتاب سے بیان کی ہوں اور عیسی بن یونس اور اسحاق بن سلیمان نے اس منکر احادیث بیان کی ہیں جیسے کہ اس نے اپنے حفظ سے بیان کی ہوں۔ اور یہ ضعیف الحدیث ہے، اس کی احادیث کا انکار کیا گیا ہے (الجرح والتعديل ۳۸۳/۸)

۴) حافظ ابن حبان نے معاویہ بن یحیی الصدفی ابوروح اور معاویہ بن یحیی الاطرابلسی ابو مطیع دونوں کا ترجمہ خلط ملط کر دیا اور دونوں کو ایک ہی راوی قرار دے دیا:

"معاوية بن يحيى الصدفى الاطرابلسى كنيته ابو مطيع، مولده باطرابلس من سواحل دمشق، يروى ان الزهري، كان على بيت المال بالرى انقتل اليها، وكان كنيته ابو روح، روى عنه عيسى بن يونس و اسحاق بن سليمان منكر الحديث جدا، كان يشترى الكتب ويحدث بها، ثم تغير حفظه فكان يحدث بالوهم فيما سمع من الزهري وغيره فجاء رواية

الـراويـن عـنــه: اسـحـاق بـن السـيـمـان وذوية كـانها مقلوبة، وفی رواية الشـامـيين عند الهقل بن زياد وغيره اشياء مستقيمة تشبه حديث الثقات"
معاویہ بن یحیی الصدفی الاطرابلسی اس کی کنیت ابومطیع ہے، یہ طرابلس میں پیدا ہوا دمشق کے ساحلوں پر، اس نے زہری سے روایت بیان کی ہیں۔۔۔اور الروین کے لوگوں نے جو روایات بیان کی ہیں اسحاق بن سلیمان اور اس کے ساتھ کے لوگوں نے وہ سب مقلوب ہیں، اور شامیوں نے جو اس سے روایات بیان کی ہیں ہقل بن زیاد وغیرہ نے وہ مستقیم ہیں اور ثقات کے مشابہ ہیں (المجروحین ۳/۳)

امام ذہبی نے بھی ابن حبان کی اس غلطی کی صراحت کر رکھی ہے کہ انہوں نے دونوں راوۃ کا ترجمہ خلط ملط کر دیا (المغنی فی الضعفاء ۲/۶۶۷)۔

لہذا امام ابن حبان کا یہاں" **وفـی روایة الشـامـيين عـنـد الهـقل بن زياد وغيره اشيـاء مستـقيـمة**" الہقل بن زیاد کے بعد "وغیرہ" کا اضافہ کرنا غلط ہے جیسے کے واضح ہے ان کا دونوں رواۃ کا ترجمۃ خلط ملط کرنے سے۔ کیونکہ امام بخاری، امام دارقطنی اور ابن ابی حاتم نے صرف ہقل بن زیاد کی روایت کو مستقم کہا ہے اس سے باقی شامیوں کی نہیں۔

اس کے برعکس امام ابن عدی اور ابوحاتم الرازی نے اس کے محمد بن شعیب شامی شاگرد نے جو اس سے زیر بحث روایت بیان کی ہے اس پر سخت جرح کر رکھی ہے، لہذا معاویہ بن یحیی الصدفی ضعیف کی روایت صرف "ہقل بن زیاد شامی" سے مستقیم ہے، اس کے علاوہ امام دارقطنی نے واضح فرمادیا کہ "اجتناب کرو"۔

رہا ابوزرعہ الرازی اور ان کی اقتدا میں ابن حجر کا یہ کہنا کہ:

"**ما حدث بالري والذي حدث بالشام احسن حالا**" (تھذیب الکمال ۲۸/۲۲۵)

تو اس کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں:

۱) رای کے لوگوں کے مقابلے میں شامیوں کی روایت کم ضعف والی ہیں، جیسے کہ معاویہ الصدفی فی نفسہ ضعیف روای ہے لیکن اس کی اسحاق وغیرہ سے روایت زیادہ ضعیف ہوتی

ہے۔

۲)اورایک یہ کہ رای کے مذکورہ راوۃ اسحاق اورعیسی کی روایات سے،ہقل بن زیاد شامی کی روایات بہتر ہیں۔

اور یہ دوسرا قول زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کیونکہ ہقل بن زیادبھی شامی ہے،اورابن عدی وغیرہ نے اس کے دوسرے شامی شاگرد کی اس سے روایت پر جرح کر رکھی ہے، نیز امام دارقطنی نے فرمادیا:

''معاویہ بن یحیی اس کی حدیث لکھوا گر ہقل اس سے روایت کرے، اوراس کے علاوہ جو بھی روایت کرے اس سے اجتناب کرو''(الضعفاء المتروکون للدارقطني ۳/۱۳۲) اور اس کی تائیدامام بخاری اورابوحاتم الرازی وغیرہما کےاقوال سےبھی ہوتی ہے۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ روایت سخت ضعیف ہے۔

حسن لغیرہ کا شوشہ:

کفایت اللہ صاحب چونکہ اس حقیت سے آگاہ تھے کے یہ تمام روایات چونکہ ضعیف ہی ہیں اوران کی تاویلات کی حقیقت ایک نہ ایک دن قارئین کے سامنے آنی ہےتو انہوں نے حسن لغیرہ کی عدم حجیت کو''عصر حاضر'' کی بدعت قرار دیا ہےاور کہا ہے''چودہ سوسالہ دور میں کسی ایک بھی عالم نے ایسا موقف اختیار نہیں کیا''(چاردن قربانی کی مشروعیت ص ۲۸)۔

حالانکہ کفایت اللہ صاحب خود پہلے حسن لغیرہ کی شدومد سے مخالفت کرتے تھے اوراس کی عدم حجیت کے قائل تھے اور پہلے یہ مسئلہ تدلیس میں امام شافعی رحمہ اللہ کے موقف کے بھی قائل تھے پھراچانک شیخ زبیرعلی زئی رحمہ اللہ سے بغض وعناد کی وجہ سے اصول بدل گئے، جس پران کی تحریرات گواہ ہیں۔ جہاں تک حسن لغیرہ کی عدم حجیت کاتعلق ہے متقدمین کے کلام سے چونکہ یہ ناواقف ہیں ائمہ متقدمین اس کی حجیت کے قائل نہ تھےتفصیل کے لئے شیخ مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ کا کتاب الصیحفہ فی الاحادیث الضعیفہ پرمقدمہ دیکھ لیں۔حسن لغیرہ

متقدمین ائمہ کرام سے ثابت نہیں کفایت اللہ کو چاہیئے تھا ان روایات کو حسن لغیرہ بنانئے کے بجائے حسن لغیرہ کی حجیت پر کچھ لکھتے۔ حسن لغیرہ پر تفصیل کے لئے محدث العصر علامہ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کے مضامین: الحدیث شمارہ ۸۳، ۸۶، ۸۷ وغیرہ میں ملاحظہ فرمالیں نیز راقم کے مضامین جو مقالات اثریہ کے رد میں استاذ محترم شیخ زبیر علی زئی رحمہ اللہ کی نظر ثانی کے ساتھ لکھے گئے ہیں وہ بھی مفید رہیں گیں۔

۱) امام شافعی رحمہ اللہ اور مسئلہ حسن لغیرہ (غیر مطبوع)

۲) امام احمد بن حنبل اور مسئلہ حسن لغیرہ (غیر مطبوع)

۳) امام بخاری اور مسئلہ حسن لغیرہ (غیر مطبوع)

۴) امام ترمذی اور مسئلہ حسن لغیرہ (غیر مطبوع)

۵) ائمہ متقدمین اور مسئلہ حسن لغیرہ (غیر مطبوع)

استاذ محترم رحمہ اللہ کے علیل ہونے اور پھر ان کے انتقال ہوجانے کے بعد یہ مضامین طبع ہونے سے رہ گئے، جو ان شاء اللہ جلد ہم کوشش کریں گے کہ زیور طباعت سے آراستہ ہوکر قارئین کے ہاتھوں میں آجائیں۔

کتاب کی فصل سوم کا جائزہ:

۱) پہلا اثر ابن عباس رضی اللہ عنہ:

کفایت اللہ صاحب اپنے پہلے اثر کے بارے میں لکھتے ہیں: ''اس کی سند ضعیف ہے'' (چار دن قربانی کی مشروعیت ص ۳۴)۔ جب اس کی سند ہی ضعیف ہے تو اس سے استدلال ہی باطل و مردود ہے۔ اس کے مقابلے میں صحیح سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تین دن قربانی کرنا ثابت ہے (احکام القرآن للطحاوی ۲/۲۰۵)۔

۲) دوسرا اثر حضرت علی رضی اللہ عنہ:

کفایت اللہ نے یہ بے سند اثر نقل کیا ہے (چار دن قربانی کی مشروعیت ص ۳۶)۔

جب کہ کفایت اللہ کا اصول ہے کہ بے سند کے مقابلے میں ضعیف سند والا قول قابل قبول ہے (زبیر علی زئی پر رد میں تیسری تحریر ص ۲۹) اور کفایت اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تین دن والے قول کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (چار دن قربانی کی مشروعیت ص ۵۰)۔
معلوم ہوا کفایت اللہ صاحب دجل وفریب میں اتنا آگے نکلے ہوئے ہیں کہ اپنے بنائے ہوئے اصول کی دن رات مخالفت کرتے ہیں۔
ساتھ ہی ساتھ یہ بھی لکھتے ہیں:
''بعض نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف تین دن قربانی کا قول منسوب کیا ہے۔ مگر واقعۃ امام ابوحنیفہ کے نزدیک قربانی کتنے دن تھی اس سلسلے میں امام ابوحنیفہ سے صحیح سند سے کوئی قول ہمیں نہیں ملا'' (چار دن قربانی کی مشروعیت ص ۴۱)۔
جب امام ابوحنیفہ کی طرف تین دن کا قول منسوب ہے تو پھر حضرت علی والے بے سند قول پر آپ منسوب لکھنے میں اتنے متذبذب کیوں ہیں؟
۳) تیسرا اثر حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ:
امام نووی حضرت جبیر کے کئی سو سال بعد پیدا ہوئے ہیں لہذا یہ بے سند اثر باطل ومردود ہے (چار دن قربانی کی مشروعیت ص ۳۶)
۴) چوتھا اثر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ:
کفایت اللہ کو تسلیم ہے کہ حضرت ابن عمر سے تین دن قربانی کا قول صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے (چار دن قربانی کی مشروعیت ص ۵۴۔۵۵)۔ پھر بھی کفایت اللہ صاحب دھوکا دہی سے باز نہیں آتے بلکہ آثار صحابہ میں بے سند ابن عمر رضی اللہ کا قول نقل کر دیا ابن کثیر کے حوالہ سے اور اس کی وضاحت کی بھی زحمت نہیں ہوئی (چار دن قربانی کی مشروعیت ص ۳۷)۔

جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تین دن قربانی ہی ثابت ہے:

۱) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ (موطا امام مالک ۲/۴۸۷ وسندہ صحیح)
۲) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (احکام القرآن للطحاوی ۲/۲۰۵ وسندہ حسن)
۳) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ (احکام القرآن للطحاوی ۲/۲۰۶ وسندہ صحیح)
۴) سیدنا علی رضی اللہ عنہ (احکام القرآن للطحاوی ۲/۲۰۵ وسندہ حسن)
تفصیل کے لئے دیکھیں (فتاوی علمیہ جلد۲ ص ۱۷۵ تا ۱۸۱)

حضرت انس رضی اللہ عنہ والے اثر پر کفایت اللہ کا اعتراض:

''**وما قد حدثنا شعبة، عن قتاده، عن انس قال ''الاضحی یومان بعده**'' (احکام القرآن للطحاوی ۲/۲۰۶ وسندہ صحیح)۔

کفایت اللہ کا اعتراض:

''یہاں امام طحاوی براہ راست امام شعبہ سے روایت کر رہے ہیں'' (چار دن قربانی کی مشروعیت ص ۴۸)

یہ کفایت اللہ صاحب کی واضح جہالت ہے کیونکہ محدثین ایک حدیث کے بعد جب دوسری حدیث ذکر کرتے ہیں اگر سند جہاں سے مختلف ہو تو وہاں سے ہی پچھلی سند حذف کر کے آگے کی پوری سند بیان کر دیتے ہیں یا صراحت کر دیتے ہیں، وگرنہ اگر پوری سند وہی ہو تو پوری سند حذف کر کے آگے متن نقل کر دیتے ہیں، اور بعض اوقات جس راوی نے اضافہ کیا ہوتا ہے اس سے آگے کی سند بیان کر کے اشارہ کر دیتے ہیں، کتب احادیث کا تتبع کرنے والوں پر یہ بات مخفی نہیں۔ اس کی اپنی ایک تفصیل ہے یہاں ہم نے سمجھانے کے لئے مختصراً عرض کیا ہے۔

اگر یہ سند یہاں منقطع ہے تو کفایت اللہ سے عرض ہے کہ،

آپ نے جو سب سے پہلی مرفوع حدیث پیش کی ہے اپنی کتاب کے (ص ۹) پر تو اس میں

ابن جریج سے پہلے کی سند کہاں ہیں:

"اخبرنا علی بن احمد بن عبدان، انبا احمد بن عبید، ثنا الحارث بن ابی اسامة، ثنا روح بن عبادة، عن ابن جریج، اخبرنی عمرو بن دینار، ان نافع بن جبیر بن معطم رضی الله عنه اخبره، عن رجل من اصحاب النبیﷺ ...'. زاد سلیمان بن موسی : وذبح، یقول: ایام ذبح، ابن جریج یقوله."

اگر کفایت اللہ صاحب کہتے ہیں کہ ابن جریج سے پہلے کی سند وہی روح بن عبادہ والی ہے، کیونکہ امام بیہقی نے سلیمان بن موسیٰ کے لئے یہاں کوئی دوسری سند بیان نہیں کی، تو ہمارا جواب بھی یہی ہے کیونکہ امام طحاوی نے:

"۱۵۷۵ . وما قد حدثنا محمد بن خزیمه قال حدثنا مسلم بن ابراهیم الازدي قال حدثنا هشام الدستوائي عن قتاده عن انس...

۱۵۷۶ . وما قد حدثنا شعبد عن قتاده عن انس..." (احکام القرآن للطحاوی ۲/۲۰۶ وسندہ صحیح)۔

ظاہر ہے امام طحاوی نے اس سند کو فوراً اس کے بعد نقل کیا ہے اور دونوں کا متن بھی ایک ہی مفہوم کا ہے، اگر شعبہ سے روایت امام طحاوی نے "حدثنا" کے صیغہ کے ساتھ کی ہوتی تو امام طحاوی کی عدالت ساقط ہو جاتی ہے، کیونکہ جب مدلس بھی "حدثنا" کے ساتھ روایت کرتا ہو تو قبول کر لی جاتی ہے کجا یہ کہ کوئی غیر مدلس سماع کی صراحت کرے۔

اور پھر یہ ایک جگہ نہیں یہ ان کی کتاب کا اسلوب ہے:

۱) " **۲۵۰ . قد حدثنا قال: حدثنا ابن وهب...**" (احکام القرآن للطحاوی ۱/۳۳۲)

یہاں عبداللہ بن وہب جن کی وفات کے کئی سال بعد امام طحاوی پیدا ہوئے ہیں ان سے" حدثنا" کے صیغہ سے روایت کر رہے ہیں، ظاہر ہے یہ روایت امام طحاوی اپنی پچھلی والی سند کو حذف کر کے آگے بیان کر رہے ہیں جس میں "الربیع بن سلیمان" عبداللہ بن وہب کا

شاگرد موجود ہے، ان کی پوری کتاب میں عبداللہ بن وہاب سے روایت ان کے استاذ کے واسطوں سے موجود ہیں۔

۲). "**قد حدثنا قال حدثنا محمد بن ادریس الشافعي...**" (احکام القرآن للطحاوی ۱۵۰/۲، ۲۹۹/۲)

یہاں امام طحاوی امام شافعی سے روایت کررہے ہیں جن کی وفات کے چونتیس (۳۴) سال بعد امام طحاوی پیدا ہوئے ہیں اور وہ بھی "حدثنا" کے صیغہ کے ساتھ، اور یہ روایت دو جگہ موجود ہے۔ جب کہ حقیقت یوں ہے کہ یہ اس کی پچھلی والی سند سے متصل ہے۔ امام طحاوی کے استاذ کے واسطہ سے۔

۳)" **قدحدثنا قال حدثنا یحیی بن معین...**" (احکام القرآن للطحاوی ۳۰۰/۲)

یہاں یحیی بن معین سے روایت کررہے ہیں، جب کے یحیی بن معین کی وفات کے بعد امام طحاوی پیدا ہوئے ہیں۔ جب کہ معاملہ قطعاً ایسا نہیں بلکہ امام طحاوی نے اپنے پچھلے استاذ کے ذریعہ یہ روایت بیان کی ہے۔

۴) "**قد حدثنا، قال حدثنا یحیی بن حسان**" (احکام القرآن للطحاوی ۴۴۹/۱)

یہی معاملہ یحیی بن حسان والی روایت کے ساتھ بھی ہے، الغرض ایسی کئی مثالیں دی جاسکتی ہیں جہاں اسناد ایک ہونے کی وجہ سے یا جہاں سے مختلف ہے اس سے پیچھے حذف کر کے متصل اس کے بعد بیان کردی جاتی ہے۔

کفایت اللہ صاحب پورے ذخیرہ حدیث سے ایک ایسی مثال پیش کردیں جس میں غیر مدلس راوی "حدثنا" کے صیغہ سے روایت کرے اور محدثین اس کو منقطع قرار دیں۔ بلکہ اس کے برعکس اگر کوئی محدث انقطاع کا دعویٰ کرتا ہے تو اور کسی طریق میں "حدثنا" یا "سمعت" وغیرہ کے الفاظ مل جائیں تو اس کا سماع ثابت ہوجاتا ہے۔

صحیح بخاری سے مثال:

۱). "**وقال رسول الله ﷺ والله، لان یلج احدکم بیمینه فی اهله...**"

(صحیح البخاری ۶۶۲۵)

اس کی سند اس سے پچھلی ہی ہے، اور یہاں امام بخاری نے سند حذف کر کے روایت نقل کی ہے کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس کی سند نسخہ سے رہ گئی یا یہ منقطع ہے، یہ عجیب مذاق ہے جو کفایت اللہ صاحب نے احادیث وآثار کے ساتھ لگا رکھا ہے۔ اللہ تعالی ہی ایسے جعلی محققین کے شر سے بچائے آمین۔

مزید دیکھیں (صحیح بخاری ۶۹۵۸، ۷۰۳۷ وغیرہ)

مسند احمد سے مثال:

۱) **وقال ابن عباس لقد امرنا رسول الله صلی الله عیله وسلم** (مسند احمد ۲۹۸۶)

حالانکہ ابن عباس سے پہلے والی سند وہی ہے جو اس سے قبل حدیث نمبر ۲۹۸۵ پر ہے۔

رسول اللہ ﷺ سے پہلے کی پوری سند حذف کر کے امام احمد نے مسلسل کئی روایات بیان کی ہیں جن کی سند ایک ہی ہے مگر متن مختلف:

۸۱۱۶ .وقال ابو القاسم صلی الله علیه وسلم...

۸۱۱۷. وقال رسو الله صلی الله علیه وسلم...

۸۱۱۸. وقال رسو الله صلی الله علیه وسلم...

۸۱۱۹. وقال رسو الله صلی الله علیه وسلم...

۸۱۲۰. وقال رسو الله صلی الله علیه وسلم...

۸۱۲۱. وقال رسو الله صلی الله علیه وسلم...

۸۱۲۲. وقال رسو الله صلی الله علیه وسلم...

(مسند احمد۸.۵۷۵/۱۳)

امام احمد نے اس کے بعد بھی کئی صفحات تک ایسی ہی سند حذف کی ہے اور یہ کوئی منقطع سند نہیں بلکہ پچھلی اسناد سے متصل ہیں۔ جو کہ محدثین کا اسلوب ہے۔

کفایت اللہ صاحب لکھتے ہیں:

''حافظ زبیر علی زئی پر سخت حیرت ہے کہ موصوف نے طحاوی کی اس سند کو بغیر کسی وضاحت کے کیسے صحیح قرار دے دیا'' (چار دن قربانی کی مشروعیت ص ۴۸)۔

وہ اس لئے کے شیخ رحمہ اللہ کو نہیں پتا تھا آپ جیسے جاہل لوگ بھی اس دنیا میں موجود ہیں جن کو سند تک دیکھنا نہیں آتی۔

نیز دوسری سند سے بھی یہ روایت ثابت ہے جس کے ایک راوی کا تعین کفایت اللہ صاحب نے غلط کر رکھا ہے، اور محمد بن عیسیٰ المدائنی پر جرح کر رکھی ہے (چار دن قربانی کی مشروعیت ص ۴۸۔۴۹)

لیکن ان کا یہ تعیین غلط ہے کیونکہ (امالی ابن بشران ۴۵۹/۱، مجلس فی رویة اللہ ۱۸۸/۱) میں ''احمد بن محمد بن عیسیٰ'' ثقہ راوی کا تعین موجود ہے۔ لہذا یہ روایت بالکل صحیح ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ والے اثر پر کفایت اللہ کا اعتراض:

کفایت اللہ کا اس کی سند پر اعتراض ہے کہ ''احمد بن ابی عمران کی توثیق کسی بھی امام سے بسند صحیح ثابت نہیں ہے'' (چاردن قربانی کی مشروعیت ص ۵۰۔۵۱)

لیکن یہ بھی ان کی غفلت کا نتیجہ ہے چنانچہ امام ذہبی فرماتے ہیں ان کے بارے میں:

''**ابن ابی عمران الامام العلامة شیخ الحنفیة، ابو جعفر احمد بن ابي عمران موسی بن عیسی البغدادي. الفقیه المحدث الحافظ**'' (سیر اعلام النبلاء ۳۳۴/۱۳)

اور ''حافظ'' کلمہ تعدیل میں سے ہے (الموقظة للذهبی ص ۵۵، مقدمة ابن صلاح ص ۲۳، الفیة السیوطي ص ۵۸، خلاصة التاصیل لعلم الجرح و التعدیل ص ۳۳) اور یہاں یہ تعدیل کے لئے استعمال ہوا ہے محدث کے مقابلے میں، اس کی اپنی ایک تفصیل ہے جس کا یہ موقع نہیں۔ نیز حافظ ذہبی کے نزدیک حافظ راوی کا مرتبہ ثقہ راوی سے اعلیٰ وارفع ہے (الموقظة

للذهبي ص ۵۵). نیز اس روای پر کسی کی جرح موجود نہیں مزید دیکھیں(الثقات ممن لم يقع في الكتب الستة ۲ ۱ ۱/ ۲) لہذا کفایت اللہ کا یہ اعتراض بھی باطل ومردود ہے والحمداللہ۔

تیسرا اثر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ:

کفایت اللہ صاحب لکھتے ہیں:

''یہ روایت ضعیف ہے اس کی سند میں ''المنہال بن عمرو'' ہیں۔ یہ گرچہ صدوق ہیں بخاری کے رجال میں سے ہیں مگر متکلم فیہ ہیں'' (چاردن قربانی کی مشروعیت ص۵۳)

منہال بن عمرو ثقہ راوی ہیں ان پر بعض کی جروحات باطل ومردود ہیں، آپ بخاری کے راوی ہیں آپ کی توثیق بیس کے قریب محدثین نے کر رکھی ہے، ان پر جرح کا جواب دیتے ہوئے ابن حجر فرماتے ہیں:

:''**المنهال بن عمرو تكلم فيه بلاحجة**'' منہال بن عمرو پر جرح بلا دلیل ہے(هدی الساری ۴۶۴/۱).

الغرض آپ جمہور کے نزدیک زبردست ثقہ راوی ہیں تفصیل کے لئے دیکھیں شیخ ابو یحیی نور پوری حفظہ اللہ کا مضمون ''حدیث عود روح اور ڈاکٹر عثمانی کی جہالتیں'' ماہنامہ السنہ جہلم شمارہ ۴۹ تا ۵۴ صفحہ ۶۴ تا ۹۲ مزید دیکھیں اسی مضمون کا صحفہ ۱۶۔۱۵۔

کفایت اللہ صاحب کا یہ کہنا کہ ''ایسے تفردات قابل قبول نہیں ہوں گی جن میں غلطی کا قوی احتما ہو'' (چاردن قربانی کی مشروعیت ص۵۳)۔

باطل ومردود ہے کیونکہ منہال بن عمرو نے کسی اوثق راوی کی مخالفت نہیں کر رکھی، کفایت اللہ صاحب اپنی عقل پر اس غلطی کا قوی احتمال بتا کر رد کر رہے ہیں، اس طرح تو پھر کوئی حدیث محفوظ نہیں رہے گی اگر ہر کوئی اپنی عقل سے روایات میں غلطی کے احتمالات ظاہر کرتا رہا، پھر محدثین کا اسے ثقہ کہنا ہی چہ معنی دارد؟۔

خیر یہ تھے کفایت اللہ صاحب کے اعتراضات جس کا ہم نے دلائل کے ساتھ غلط ہونا ثابت کر دیا ہے، نیز اگر ہم سے کوئی غلطی ہوئی ہوتو دلائل کے ساتھ عرض کریں ان شاء اللہ رجوع

کریں گے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(۲۴؍نوامبر۲۰۱۳ء)